رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۴۳۵

روزنامہ الفضل قادیان

ایڈیٹر۔ غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

قیمت ششماہی اندرون ہند عہ ۔ قیمت ششماہی بیرون ہند لعہ

جلد ۲۲	مورخہ ۲۹ محرم ۱۳۵۴ھ	یوم جمعہ	مطابق ۳ مئی ۱۹۳۵ء	نمبر ۱۵۵

مدینۃ المسیح

قادیان یکم مئی حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ۳۰۔ اپریل ۷ بجے شام خیر و عافیت واپس تشریف لے آئے ۔

سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کے مقدمہ کا مفصل فیصلہ

”تقریر کے تمام الفاظ سے واضح ہوتا ہے ۔ کہ ملزم نے ہتک آمیز الفاظ استعمال کئے اور اس نے عمداً ایسا کیا“۔

صفحہ ۵ پر ملاحظہ فرمائیں

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کو سوزش پیشاب کی تکلیف پھر ہو گئی ہے ۔ احباب درد دل سے دعائے صحت کریں ۔

یکم مئی سے قادیان میں سلور جوبلی کی تقریب پر ورزشی مقابلوں اور لیکچروں کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے ۔ یکم مئی کو بعد نماز عصر احمدیہ گراونڈ میں سو گز کی دوڑ ہوئی ۔ جس میں ۹ نوجوان شریک ہوئے ۔ سید احمد صاحب اوّل اور عطاء اللہ صاحب دوم رہے ۔ پھر ۲۲۰ گز کی دوڑ ہوئی ۔ جس میں سات نوجوانوں نے شرکت کی ۔ جس میں سید احمد صاحب اوّل عطاء اللہ صاحب دوم اور جگدیس صاحب سوم رہے ۔ اسکے بعد کبڈی کا شاندار میچ ہوا ۔ اس موقع پر بہت بڑا ہجوم موجود تھا ۔ پھر ۹ بجے جناب خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب کی صدارت میں جلسہ ہوا ۔ جس میں الحاج مولانا عبد الرحیم صاحب نیر نے دلچسپ اور پُر تقریر فرمائی ۔ مفصل آئندہ ۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مبارک وہی ہے جو دین کو دنیا پر مقدم کرے

”ہزاروں اہل صدق و وفا گزرے ہیں ۔ مگر کسی نے نہ دیکھا ہو گا ۔ اور نہ کسی نے سنا ہو گا کہ وہ ذلیل و خوار ہوتے ہوں ۔ دنیوی امور میں اگر وہ نہایت درجہ کی ترقی کرتے ۔ تو زیادہ سے زیادہ تین چار آنے کی مزدوری کر لیتے ۔ اور کس مپرس اور گمنام لوگوں میں سے ہوتے ۔ مگر جب انہوں نے اپنے آپ کو خدا کی راہ میں لگایا ۔ تو خدا نے ان کو ایسا کیا ۔ کہ تمام دنیا میں نامور بن گئے اور ان کی عزت و عظمت دلوں میں بٹھائی گئی ۔ اور اب ان کے نام ستاروں کی طرح چمکتے ہیں ۔ دنیوی عظمت اور عزت بھی بذریعہ دین ہی حاصل ہوتی ہے ۔ پس مبارک وہی ہے ۔ جو دین کو مقدم کرے “۔

(الحکم ۱۰۔ مئی ۱۹۰۳ء)

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی

۲۶ تا ۳۰ اپریل ۱۹۳۵ء کو بیعت کرنیوالوں کے نام

ذیل کے اصحاب بذریعہ خطوط حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ہاتھ پر بیعت کر کے داخل احمدیت ہوئے:۔

نمبر	نام	مقام	نمبر	نام	مقام
۱	قیانی راجہ عبد الحمید صاحب	ہزارہ	۸	فاطمہ بی بی صاحبہ	ضلع گورداسپور
۲	حشمت بی بی صاحبہ	ضلع سیالکوٹ	۹	حبیب اللہ صاحب	" شیخوپورہ
۳	شریفاں بی بی صاحبہ	" "	۱۰	باقر حسین شاہ صاحب	جہلم
۴	رابعہ بی بی صاحبہ	"	۱۱	Mohd Hameam Cylon	
۵	عائشہ صاحبہ بنت اللہ یار صاحب	" گجرات	۱۲	S.S. Mohd Meara	برما۔
۶	عائشہ صاحبہ بنت محمد اسماعیل صاحب	" "	۱۳	K.N. Mohd Hassain Sahib Burma.	
۷	عبد الکریم صاحب	جالندھر			

جماعت احمدیہ کے لئے پیغام عمل

عشق وہ ہو عشق جسکا کوئی حاصل چاہیئے
شمع تابندہ کرو دل میں نئی اسکیم کی
ذوقِ قربانی ہو پیدا قوتِ ایثار سے
ہو اثر ریزی تکلم میں زمانے کے لئے
جذب ہو جاؤ طلسم کاشف الاسرار میں
بات جو دل سے نہ ہو تاثیر دکھلاتی نہیں
ایک دانے کی بدولت ہوتے ہیں خرمن ہزار
اشک بن کر آنکھ سے نکلے جو مومن کا لہو
سرو کر دو اہل باطل کی تخیل کاریاں
گو بظاہر دل شکن یہ فتنۂ احرار ہے
آنکھ ٹیڑھی بھی تمہیں کوئی دکھا سکتا نہیں

دستِ دل میں دامن جذبات کا ل چاہیئے
جذب کر لو روشنی اس جادۂ تعلیم کی
فتح دل دنیا کے کر لو باطنی تلوار سے
خلق پیدا ہو رہی ہے اس فسانے کیلئے
تازے تازے گل کھلاؤ احمدی گلزار میں
جو کلی کھلنے نہ پائے رنگ و بو آتی نہیں
مٹ کے صرف اک پھول پیدا کرتا ہے گلشن ہزار
روح کی افسردگی پاتی ہے اور اک نمو
آتشِ احرار کی بکھری ہوئی چنگاریاں
اس کے دامن میں اگر پنہاں نیا گلزار ہے
جو خدا کے ہوں انہیں کوئی مٹا سکتا نہیں

شرط ہے طالب گر تعمیل ان احکام کی
جن میں پنہاں ہے تلافی گردشِ ایام کی

طالب فارسی

قادیان سے پولیس کی واپسی

پولیس کی جمعیۃ جو احرار کانفرنس کے وقت سے قادیان میں ڈیرے ڈالے پڑی تھی۔ اور جس کا کیمپ سٹیشن کے قریب تھا۔ واپس چلی گئی ہے۔

قادیان میں سلور جوبلی کا پروگرام

پہلا دن ۔ یکم مئی ۱۹۳۵ء

بوقت عصر پانچ بجے ریتی چھلہ کے نئے احاطہ میں دو میچ ہوں گے۔

پہلا میچ دوڑ ۱۰۰ گز ۲۲۰ گز ۴۴۰ گز دوسرا میچ کبڈی کا ہوگا۔

بعد نماز مغرب جلسہ ہوگا۔ جس میں زیر صدارت خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب ناظر امور عامہ جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب اور مولانا نیر صاحب کی تقریریں ہوگی۔

دوسرا دن ۔ ۲ مئی ۱۹۳۵ء

بعد نماز عصر کھلے میدان میں رگر بچ کا میچ ہوگا۔ چونکہ اس دن تمام احمدی روزہ دار ہوں گے۔ اس لئے مساجد میں شیرینی تقسیم کر کے ان کے روزے افطار کرائے جائیں گے۔ اور دعا کرائی جائے گی۔

تیسرا دن ۔ ۳ مئی ۱۹۳۵ء

صبح ۶½ بجے سے ۱۰½ بجے تک کرکٹ کا میچ ہوگا۔ بعد نماز عصر پہلوانوں کا دنگل ہوگا

چوتھا دن ۔ ۴ مئی ۱۹۳۵ء

صبح ۶ بجے سے ۷½ بجے تک ہاکی کا میچ ہوگا

بعد نماز عصر والی بال کا میچ ہوگا۔

بعد نماز مغرب جلسہ ہوگا جس میں ۳۰ مختلف زبانوں میں برکات سلطنت برطانیہ پر تقریریں ہونگی۔

پانچواں دن ۵ مئی ۱۹۳۵ء

بعد نماز عصر فٹ بال کا میچ ہوگا۔

بعد نماز مغرب مساکین کو کھانا کھلایا جائیگا۔

بعد نماز عشاء مشاعرہ ہوگا۔

چھٹا دن ۶ مئی ۱۹۳۵ء

صبح ۶½ بجے سے ۷ بجے تک گتکا ۷ سے ۸½ بجے تک احمدیہ ٹیریٹوریل کمپنی کے نوجوانوں کی فوجی ڈرل پریڈ اور دیگر کرتب دکھائے جائینگے۔ ۸½ بجے سے ۱۰ تک نیزہ بازی گھوڑدوڑ ہوگی۔ بعد نماز عصر جلوس نکلے گا۔

بعد نماز مغرب جلسہ ہوگا۔

ساتواں دن ۷ مئی ۱۹۳۵ء

صبح ۶½ بجے ۸ بجے تک متفرق کھیل ہوں گے۔

بعد نماز عصر جلسہ ہوگا۔ جس میں امید ہے کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بھی تقریر فرمائیں گے۔

ملک معظم کی سلور جوبلی اور جماعت احمدیہ روپڑ

ملک معظم کی سلور جوبلی فنڈ میں سید سردار علی صاحب بی۔ اے ایل ایل۔ بی میونسپل کمشنر پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ روپڑ نے ۲۶ روپے چندہ ادا کیا ہے۔ اور تحصیل روپڑ کی سلور جوبلی سب کمیٹی کے ممبر کی حیثیت سے خاص سرگرمی اور دلچسپی سے افسران مقامی کے ساتھ تعاون کر رہے ہیں۔ چنانچہ تحصیلدار صاحب روپڑ کی طرف سے جو اشتہار شائع ہوا ہے اس میں لکھا ہے۔ کہ سلور جوبلی میلہ روپڑ کے موقعہ پر سپورٹس کے انتظامات کے سیکرٹری سید سردار علی صاحب ہیں۔ انہیں کے پاس ہر قسم کی درخواستیں ہاکی۔ فٹ بال والی بال۔ کبڈی رسہ کشی۔ کشتی اور دوڑیں وغیرہ کی آنی چاہئیں۔ (نامہ نگار)

سلور جوبلی اور جماعت احمدیہ ڈیرہ دون کا چندہ

۱۔ خواجہ غلام نبی صاحب پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ ۔۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۵

۲۔ پیرزادہ غلام حسن صاحب ۔۔۔۔ ۔۔۔ ۸ ۔۔۔ ۱

۳۔ خان اختر احمد صاحب ۔۔۔۔ ۔۔۔ ۴ ۔۔۔

۴۔ چودہری محمد شریف صاحب ۔۔۔۔ ۔۔۔ ۴ ۔۔۔

نامہ نگار

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان مورخہ ۲۹ محرم ۱۳۵۴ھ

سر مرزا ظفر علی کے بعد مسٹر گابا
جماعت احمدیہ کو اسلام سے خارج کرنے کا مضحکہ خیز مطالبہ

سر مرزا ظفر علی صاحب نے جماعت احمدیہ کو اسلام سے خارج کرنے کا جو مطالبہ حکومت سے کیا ہے۔ اس کے غیر معقول اور مسلمانوں کے لئے نقصان رساں ہونے پر کافی روشنی ڈالی جا چکی ہے۔ اب مسٹر گابا نے اسی مطالبہ کی تائید میں آواز اٹھائی ہے۔ اور اخبارات میں ایک مضمون شائع کرایا ہے۔ جس میں قدم قدم پر ٹھوکر کھاتے ہوئے۔ اور جماعت احمدیہ کی طرف غلط باتیں منسوب کرتے ہوئے دعویٰ کیا ہے۔ کہ جو شخص ان کے بیان کردہ نقطہ کو سمجھ لے۔ اسے یہ تسلیم کرنے میں قطعاً تامل نہ ہوگا۔ کہ "مرزائیت اسلام سے بالکل ایک الگ چیز ہے"۔

اگرچہ احراریوں کے ساتھ وابستگی اختیار کرنے والے کسی شخص کے لئے اس قسم کا دعوےٰ پیش کرنا کوئی غیر معمولی بات نہیں۔ لیکن مسٹر گابا کی شخصیت کے لحاظ سے حیرت انگیز ضرور ہے۔ کیونکہ ابھی دو ہی سال ہوئے۔ انہوں نے اپنے متعلق اعلان کرایا۔ کہ آئندہ وہ مسلمان کہلائیں گے۔ قطع نظر ہندو اخبارات کی ان تحریروں کے جن میں مسٹر گابا کے مسلمان بننے کی وجوہات کا ذکر کیا گیا۔ سوال یہ ہے۔ کہ کیا انہوں نے اس عرصہ میں اسلام کے متعلق اتنی واقفیت حاصل کر لی ہے۔ کہ وہ آبا و اجداد سے مسلمان چلے آنے والوں کو نکتے سمجھانے اور اسلام کی بے مثال خدمات سر انجام دینے والی جماعت کو دائرہ اسلام سے خارج کرنے کا مطالبہ کر سکیں۔

علاوہ ازیں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ جب گابا صاحب نے اپنے متعلق فیصلہ کیا۔ کہ اسلام قبول کریں۔ تو اس وقت اسلام کی سب سے بڑی حامی۔ اور اسلامی تعلیم کو حقیقی رنگ میں پیش کرنے والی جماعت انہیں جماعت احمدیہ ہی نظر آئی۔ چنانچہ انہوں نے یہ خواہش ظاہر کی کہ اگر حضرت امام جماعت احمدیہ لاہور تشریف لا سکیں۔ تو وہ ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کریں۔ لیکن جب ان کی یہ خواہش پوری نہ ہو سکی تو پھر انہوں نے جماعت احمدیہ لاہور کے امیر مولوی محمد علی صاحب کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

ان حالات میں کیا یہ نہایت ہی افسوسناک امر نہیں۔ کہ جس جماعت کو مسٹر گابا نے آج سے تھوڑا ہی عرصہ قبل اسلام کی حقیقی نمائندہ جماعت سمجھا۔ اور جس کے ذریعہ انہیں اسلام ایسی نعمت حاصل ہوئی۔ اسے اب اسلام سے خارج قرار دینے کے لئے زور لگا رہے ہے۔ اور یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ احمدیت اسلام سے بالکل الگ چیز ہے۔

کیا اس کی وجہ یہی تو نہیں، کہ جماعت احمدیہ نے اسمبلی کے انتخاب کے موقعہ پر ان کی تائید نہ کی۔ اور صرف اس لئے نہ کی۔ کہ وہ احراریوں کے ہتھے چڑھے ہوئے تھے۔ اگر وہ ایسی تنگ دل اور دشمن اسلام پارٹی کا سہارا نہ لیتے تو یقیناً ان کی حمایت کی جاتی۔ اور چونکہ اب وہ سمجھتے ہیں۔ کہ ان کی کامیابی احراریوں کی جد و جہد کا نتیجہ ہے۔ اس لئے ان کے لئے سوائے اس کے چارہ نہیں۔ کہ اسی رنگ میں رنگے جائیں۔ جو احراریوں کا مخصوص رنگ ہے اور وہی کچھ کہیں۔ جو احراری ان سے کہلائیں خواہ وہ ان کے سابقہ طرز عمل اور ان کی ضمیر کے خلاف ہی ہو۔ یہی وجہ ہے۔ کہ انہوں نے احراریوں کی بے جا حمایت کے جوش میں اتنا بھی نہیں سوچا۔ کہ اگر احمدی مسلمان کہلانے کے مستحق نہیں۔ اور ان کو اسلام سے خارج کر دینا چاہیئے۔ تو پھر گابا صاحب کو بھی مسلمان کہلانے کا حق نہیں ہے۔ کیونکہ انہوں نے ایک ایسے ہی شخص کے ذریعہ اسلام قبول کیا تھا۔ جو احمدی کہلاتا ہے۔

اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ ان لوگوں کی طرف سے احمدیت کی مخالفت جس رنگ میں کی جا رہی ہے۔ اس میں کہاں تک معقولیت پائی جاتی ہے۔ گابا صاحب نے نہ صرف اس تم ظریفی سے کام لیا۔ جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ بلکہ جماعت احمدیہ کی طرف ایسی باتیں بھی منسوب کر دی ہیں۔ جن سے ان کی افسوسناک ناواقفیت کا ثبوت ملتا ہے۔ مثلاً انہوں نے بظاہر جماعت احمدیہ کو ممنون فرماتے ہوئے۔ لیکن دراصل اس پر بہت بڑا الزام لگاتے ہوئے لکھا ہے:-

"میرا یہ مطلب ہرگز نہیں، کہ احمدی جماعت سے ان کے مخصوص طریقہ پر عبادت کرنے کا حق چھین لیا جائے"۔

گابا صاحب کو غالباً ابھی تک یہ معلوم ہی نہیں ہوگا۔ کہ اسلام میں عبادت کرنے کا طریق کیا ہے۔ اس لئے انہیں یہ کہنے میں معذور سمجھا جا سکتا ہے۔ کہ احمدی جماعت کسی مخصوص طریقہ سے عبادت کرتی ہے۔ جب انہوں نے دیکھا۔ کہ جماعت کو قائم ہوئے تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے۔ تو انہوں نے سمجھ لیا۔ کہ جماعت احمدیہ نے عبادت کرنے کا طریق کوئی الگ بنا لیا ہوگا۔ مگر ہم انہیں یقین دلاتے ہیں، کہ جماعت احمدیہ کا طریق عبادت وہی ہے۔ جو اسلام میں موجود ہے، اور آج تک باوجود بیسیوں قسم کے جھوٹے الزامات لگانے کے مخالفین کو کبھی یہ جرأت نہیں ہوئی۔ کہ جماعت احمدیہ کے طریق عبادت پر اعتراض کر سکیں۔

اسی طرح گابا صاحب نے یہ بھی صحیح نہیں لکھا۔ کہ

"مرزائی خود بھی اپنے آپ کو مسلمان نہیں سمجھتے۔ ورنہ یہ کہنے کی ہرگز جسارت نہ کرتے۔ کہ مسلمان ذریۃ البغایا۔ یعنی بدکار عورتوں کی اولاد ہیں۔ مرزا غلام احمد کا مسلمانوں کے لئے یہ لقب تجویز کرنا اس بات کا حتمی ثبوت ہے۔ کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان نہ سمجھتے تھے"۔

سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کے مقدمہ کے دوران میں۔ اور پھر مسٹر گابا کی ایک تحریک کے جواب میں اس بات پر تفصیلی بحث ہو چکی ہے۔ کہ بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ذریۃ البغایا کے الفاظ کن لوگوں کے متعلق استعمال فرمائے ہیں۔ اور کن حالات میں استعمال کئے ہیں۔ باوجود اس کے گابا صاحب نے انہیں جس رنگ میں اب لیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ انہوں نے دیدہ دانستہ مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے۔ ہم گابا صاحب کے ایک ایک لفظ کو غلط قرار دیتے ہوئے انہیں چیلنج دیتے ہیں۔ کہ وہ اپنے اس دعوے کا ثبوت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی تحریر سے دیں۔ کہ "مسلمان ذریۃ البغایا یعنی بدکار عورتوں کی اولاد ہیں"۔ یقیناً وہ اس کا ثبوت پیش نہیں کر سکیں گے۔

غرض جماعت احمدیہ کو اسلام سے خارج کرنے کا حکومت سے مطالبہ کرنا تو مضحکہ خیز ہے ہی۔ اس کی تائید میں جو دلائل دیئے جا رہے ہیں۔ وہ اور بھی زیادہ مضحکہ خیز در لغو ہیں۔ اور حیرت ہے۔ کہ وہ ہائیکورٹ کے ایک جج۔ اور اسمبلی کے ایک ممبر نے پیش کئے ہیں۔

گابا صاحب نے اپنے مضمون میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ

"مسئلہ خلافت کے بعد مرزائیت کے سوا کوئی ایسا مسئلہ مسلمانان ہند کے سامنے نہیں آیا۔ جس نے انہیں اتنا مشتعل کیا ہو جتنے کہ وہ آج کل ہیں۔ اور ان کے جذبات دینی میں وہ ہیجان پیدا کیا ہو۔ جو آج کل رونما ہے"۔

اول تو یہی بات غلط ہے۔ جیسا کہ ہم بارہا ثابت کر چکے ہیں۔ کہ تمام مسلمانان ہند جماعت احمدیہ کے خلاف مشتعل ہیں۔ کونسل آف سٹیٹ اور اسمبلی کے مسلمان ممبروں کا ایک معتد بہ حصہ جو ہندوستان کے ہر صوبہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ گابا صاحب کے بیان کی پر زور تردید کر رہا ہے۔ پھر ہم پوچھتے ہیں۔ جماعت احمدیہ آج کھڑی نہیں ہوئی۔ اس کے عقائد آج ظاہر نہیں ہوئے۔ پھر آجکل اس کے خلاف مسلمانان ہند میں ہیجان پیدا ہونے کی وجہ کیا ہو سکتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سارا شور و شر اخلاق باختہ احراریوں کا برپا کیا ہوا

سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی قرآن و حدیث سے ناواقفیت کا تازہ ثبوت

اخبار "زمیندار" ۲۸ اپریل میں "چنیوٹ میں مسلمانوں کا ایک عظیم الشان جلسہ" کے زیر عنوان سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کی احمدیت کے خلاف ایک تقریر درج ہے۔ اس میں انہوں نے جہاں اور بے بنیاد باتوں کا ذکر کیا۔ وہاں صداقت انبیاء کے متعلق ایک معیار بایں الفاظ پیش کیا ہے۔ کہ "انبیاء ظاہری تعلیم سے بے نیاز ہوا کرتے ہیں" اور اس سے یہ استدلال کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چونکہ بعض لوگوں سے فارسی منطق اور طب کی چند کتب پڑھیں اس لئے آپ سید عطاء اللہ شاہ صاحب کے نزدیک نبی نہیں ہو سکتے۔ یہ معیار چونکہ قرآن مجید یا احادیث صحیحہ سے ماخوذ نہیں۔ بلکہ مقرر کا خود تراشیدہ ہے۔ اس لئے درخور اعتناء سمجھا نہیں جا سکتا۔ لیکن بغرض جواب چند امور کا ذکر کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

اگر کسی دوسرے سے تعلیم نہ پانے میں وہ امور شامل ہیں جو نبوت یا روحانیت سے تعلق رکھتے ہیں۔ تو اسے درست سمجھا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر تعلیم سے دنیاوی علم مراد ہو۔ تو پھر بتایا جائے۔ کہ عقلاً یا نقلاً اس تعلیم کا دعوئی نبوت پر کیا اثر ہو سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ نبی اور مامور جس روحانیت کا دعویدار ہو۔ اس میں اس کا کوئی ظاہری استاد نہیں ہوتا اسی مفہوم کے پیش نظر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے:۔

گر استاد را نامے ندانم
کہ خواندم در دبستانِ محمدؐ

پھر تحریر فرمایا ہے "یقیناً سمجھو کہ نازل ہونیوالا ابن مریم یہی ہے۔ جس نے عیسیٰ بن مریم کی طرح اپنے زمانہ میں کسی ایسے شیخ والدِ روحانی کو نہ پایا۔ جو اسکی روحانی پیدائش کا موجب ٹھہرتا۔ تب خدا تعالیٰ خود اس کا متولی ہوا۔ اور تربیت کی کنار میں لیا۔ اور اس اپنے بندہ کا نام ابن مریم رکھا کیونکہ اس نے مخلوق میں سے اپنی روحانی والدہ کا تو منہ دیکھا جس کے ذریعہ سے اس نے قالب اسلام کا پایا۔ لیکن حقیقت اسلام کی اس کو بغیر انسانوں کے ذریعہ کے حاصل ہوئی تب وہ وجود روحانی پا کر خدا تعالیٰ کی طرف اٹھایا گیا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے ماسوا سے اس کو موت دے کر اپنی طرف اٹھا لیا۔ اور پھر ایمان اور عرفان کے ساتھ خلق اللہ کی طرف نازل کیا۔ سو وہ ایمان اور عرفان کا ثریا سے دنیا میں تحفہ لایا۔ اور زمین جو سنسان پڑی تھی۔ اور تاریک تھی۔ اس کے روشن اور آباد کرنے کی فکر میں لگ گیا۔ پس مثالی صورت کے طور پر یہی عیسیٰ بن مریم ہے۔ جو بغیر باپ کے پیدا ہوا۔ کیا تم ثابت کر سکتے ہو۔ کہ اس کا کوئی والدِ روحانی ہے۔ کیا تم ثبوت دے سکتے ہو کہ تمہارے سلاسل اربعہ میں سے کسی سلسلہ میں یہ داخل ہے۔ پھر اگر یہ ابن مریم نہیں تو کون ہے" (ازالہ اوہام صفحہ ۲۶۹ طبع سوم)

علاوہ ازیں اگر مطلق تعلیم ہی نبوت و رسالت کے منافی ہو۔ تو یہود کی اس تاریخی روایت کا کیا جواب ہو سکتا ہے۔ کہ حضرت مسیح نے ایک استاد سے سبقاً سبقاً تورات پڑھی۔ پھر قرآن مجید میں حضرت موسےٰ علیہ السلام اور حضرت خضر کا واقعہ مذکور ہے حضرت موسےٰ علیہ السلام نے ان سے کہا۔ کہ میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے آپ کی پیروی کرتا ہوں۔ چنانچہ آتا ہے۔ هل اتبعك على ان تعلمني مما علمت رشدا اس سے بھی بڑھکر حضرت اسماعیل علیہ السلام کا واقعہ ہے۔ صحیح بخاری میں قبیلہ جرہم کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔ اذ كان بها اهل ابيات منهم وشب الغلام وتعلم العربية منهم وانفسهم واعجبهم حين شب فلما ادرك زوجوه امرأة منهم (بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۲۷) یعنی قبیلہ جرہم کے کچھ گھر آبِ زمزم پر آباد ہو گئے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام ان میں جوان ہوئے۔ اور انہوں نے ان سے ہی عربی سیکھی۔ وہ ان لوگوں کو بہت مرغوب خاطر تھے۔ اس لئے جب بالغ ہو گئے۔ تو انہوں نے اپنے میں سے ایک لڑکی کی ان سے شادی کر دی۔

اس حدیث میں صاف طور پر یہ ذکر ہے۔ کہ

اپنے تسلیم کردہ بزرگوں پر حملہ نہ کرنے کا مطالبہ

چونکہ انبیاء علیہم السلام ایک ہی طریق اور منہاج پر مبعوث ہوتے ہیں۔ اس لئے ان پر مخالفین کی طرف سے جو حالات گزرتے ہیں۔ وہ بھی بہت حد تک مشابہت رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ خدا تعالیٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا۔ قل ما كنت بدعا من الرسل یعنی کہدے میں کوئی انوکھا رسول نہیں۔ دنیا میں ہمیشہ رسول آتے رہے ہیں۔ جس طرح تم ان کی صداقت پر ایمان لائے۔ اسی طرح میری صداقت پرکھ لو۔ پھر قرآن مجید سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ دشمنان انبیاء کے اعتراضات بھی ایک ہی رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا۔ ما يقال لك الا ما قد قيل للرسل من قبلك یعنے اے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھ پر یہ لوگ اگر اعتراض کرتے ہیں۔ تو یہ وہی اعتراض ہیں۔ جو پہلے انبیاء پر کئے گئے۔ یہی وجہ ہے کہ آج دشمنانِ سلسلہ احمدیہ کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جو اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ ان کی زد پہلے انبیاء پر بھی پڑتی ہے لیکن جب ہم نادان اور بیہودہ گو معاندین کو اس طرف توجہ دلاتے ہیں۔ تو وہ بجائے اس کے کہ اپنے رویہ میں اصلاح کریں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین کے گناہ سے بھی بچ سکیں۔ یہ شور مچانا شروع کر دیتے ہیں۔ کہ ہم سابق انبیاء کی توہین کرتے ہیں۔

تھوڑے ہی دن ہوئے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں مسلمانوں کی اسی ذہنیت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

"افسوس کہ یہی عیب اس وقت معاندین سلسلہ احمدیہ میں پایا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اندھا دھند دشمنی نے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے۔ اور آپ پر اعتراض کرتے وقت وہ اتنا بھی نہیں سوچتے۔ کہ جو اعتراض وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کرتے ہیں۔ اس کی زد کہیں ان کے کسی مسلمہ ولی یا نبی پر تو نہیں پڑتی"۔

اس پر "زمیندار" (۲۷ اپریل) لکھتا ہے۔

"کس دیدہ دلیری سے مسلمانوں کو یہ دھمکی دی گئی ہے۔ کہ اگر تم نے مرزا صاحب پر کوئی اعتراض کیا۔ تو ہم بھی تمہارے انبیاء و اصفیاء پر وہی اعتراضات کرینگے۔ مسلمانوں کے لئے یہ بات قطعاً ناقابل برداشت ہے۔ حکومت کو لازم ہے۔ کہ وہ مرزائیوں کی اس شر انگیزی کے انسداد کے لئے مؤثر تدابیر اختیار کرے۔"

یہ بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے مسلمانوں کو یہ دھمکی دی ہے۔ کہ اگر تم نے مرزا صاحب پر کوئی اعتراض کیا۔ تو ہم بھی تمہارے اصفیاء پر اعتراض کرینگے بلکہ اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ ان معاندین کو جن کی آنکھوں پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت نے پردہ ڈال رکھا ہے بتایا گیا ہے۔ کہ وہ ایسے اعتراض نہ کیا کریں۔ جن کی زد ان کے مسلمہ نبی یا ولی پر پڑتی ہو۔ اور اگر مخالفین اس بات کی احتیاط کر لیں۔ اس لئے نہ سہی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر زد نہ پڑے۔ بلکہ اس لئے کہ جن مقدس ہستیوں کی صداقت کے وہ قائل ہیں۔ ان پر حملہ نہ ہو۔ تو ہم دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ایک طرف تو وہ اس گناہ سے بچ جائیں۔ جو اپنے تسلیم کردہ راستبازوں پر بالواسطہ حملہ کرنے کی وجہ سے ان کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔ اور دوسری طرف ان کے ہاتھ میں کوئی ایک بات بھی ایسی نہ رہ جائے۔ جسے وہ جماعت احمدیہ کے خلاف پیش کر سکیں۔ کیا ہمارے مخالفین اس کے لئے تیار ہیں۔ حق پسندی اور صداقت شعاری کا تقاضا بھی یہی ہے۔ کہ کسی کے مذہبی پیشوا پر کوئی ایسا اعتراض نہ کیا جائے۔ جو اپنے کسی مذہبی پیشوا پر بھی پڑتا ہو۔ لیکن نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ احمدیت کے مخالفین حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اندھا دھند اعتراض کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور جب انہیں بتایا جائے۔ کہ تمہارے یہ اعتراض تمہارے تسلیم کردہ بزرگوں پر بھی پڑتے ہیں۔ تو چڑھ

سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کے مقدمہ میں سپیشل مجسٹریٹ گورداسپور کا مفصل فیصلہ

ملزم نے عقائد احمدیہ بانی سلسلہ جماعت احمدیہ کے خلیفہ اور ان کے متبعین پر کسی معقول اور مناسب پیرایہ میں نہیں بلکہ نہایت قابل اعتراض رنگ میں نکتہ چینی کی

دیوان سکھ آنند صاحب سپیشل مجسٹریٹ گورداسپور نے سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کے مقدمہ میں جو فیصلہ دیا۔ اس کا ترجمہ شائع کیا جاتا ہے۔ جو مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب بی اے نے کیا ہے۔ ترجمہ میں انگریزی عبارت کے مفہوم کو ظاہر کرنے کے لئے پوری احتیاط سے کام لیا گیا ہے۔ اور درمیانی عنوان خود لگائے گئے ہیں۔

سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری پر جو کہ امرتسر کا رہنے والا ہے۔ زیر دفعہ ۱۵۳ - الف تعزیرات ہند بحکم حکومت مقامی اس کی اس تقریر کے متعلق مقدمہ چلایا گیا ہے۔ جو اس نے قادیان ضلع گورداسپور میں ۲۱ر اکتوبر ۱۹۳۴ء کو بطور صدر احرار تبلیغ کانفرنس کی۔ یہ کانفرنس مجلس احرار ہند امرتسر کے شعبہ تبلیغ کے زیر اہتمام ۲۱ سے ۲۳ر اکتوبر ۱۹۳۴ء تک منعقد ہوئی:۔

قادیان کی آبادی

ملزم کی تقریر کا مطلب سمجھنے کے لئے۔ اور وہ حالات جاننے کے لئے جن میں تقریر کی گئی۔ ضروری ہے۔ کہ قادیان اور اس کی آبادی کا کچھ حال جو کہ گواہان مقدمہ سے معلوم ہوا بیان کر دیا جائے۔

قادیان ایک چھوٹا سا قصبہ ہے۔ جس کی آبادی تقریباً نو ہزار ہے۔ اور جس کی غالب اکثریت جماعت احمدیہ ہے۔ یعنی تقریباً آٹھ ہزار یہ اعداد مولوی فضل دین پلیڈر (گواہ استغاثہ نمبر ۳) نے بیان کئے ہیں۔ غیر احمدی مسلمانوں کی آبادی تین چار سو کے قریب ہے۔ احرار جو تقریباً ایک سو ہیں وہ ان کے علاوہ ہیں (بحوالہ بیان گواہ استغاثہ نمبر ۲ - غلام نبی)

احراری کون ہیں

گواہ استغاثہ نمبر ۲ کے بیان کے مطابق احراری ابتداءً کانگرسی تھے۔ جب تحریک کشمیر شروع ہوئی۔ تو ان لوگوں نے احرار کا نام اختیار کر کے اس میں حصہ لینا شروع کیا۔ احرار کے معنے ہیں "آزاد"۔ اس گواہ کے بیان کے مطابق احراریوں کی تعداد ہندوستان بھر میں چالیس اور پچاس ہزار کے درمیان ہے:۔

جماعت احمدیہ

جماعت احمدیہ قادیان کی بنیاد مرزا غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے آج سے تقریباً پچاس برس پہلے رکھی۔ ان کے پیرو اُن کو نبی مانتے ہیں اور مسیح موعود قرار دیتے ہیں۔ ان کی وفات پر مولوی نورالدین (رضی اللہ عنہ) ان کے جانشین ہوئے۔ ۱۹۱۴ء میں خلیفہ نورالدین (رضی اللہ عنہ) کی وفات پر سلسلہ احمدیہ کی تاریخ میں ایک اہم تبدیلی واقعہ ہوئی۔ گواہ ملزم شیخ غلام محمد کے بیان کے مطابق اقتصادی - انتظامی - اور مذہبی اختلافات نے جماعت احمدیہ کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک شاخ تو قادیان میں رہی۔ اور دوسری اپنے بانی مولوی محمد علی گواہ مدعا علیہ کی قیادت میں لاہور کو ہجرت کر گئی۔ شاخ قادیانی کے خلیفہ (مذہبی مقتدا) مرزا بشیر الدین محمود احمد ابن مرزا غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہیں۔ اور خلیفہ ثانی کہلاتے ہیں۔ ان لوگوں کے اعتقاد کے مطابق خلیفہ کو ان کے باپ کے تمام کام کے پورا کرنے کے لئے مبعوث کیا گیا ہے (بیان گواہ استغاثہ نمبر ۳ - مولوی فضل دین پلیڈر) پنجاب میں احمدیوں کی تعداد گواہوں نے اندازاً چار اور پانچ لاکھ کے درمیان تبلائی ہے

جماعت احمدیہ کی اپنے امام سے عقیدت

جماعت احمدیہ قادیان اپنے موجودہ امام پر فدا ہے۔ اور گواہ ملزم ڈاکٹر گوہر بخش کے بیان سے مطابق ان کے احکام کی اندھا دھند پیروی کرتے ہیں۔ اُن کی ذرا سی بھی توہین ان کے لئے ناقابل برداشت ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر گوہر بخش ہی کہتا ہے کہ یہ لوگ اپنے خلیفہ کی خاطر جان تک دینے کو تیار ہیں۔

قادیان میں احمدیوں اور غیر احمدیوں کے تعلقات

یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ قادیان میں احمدیوں اور غیر احمدیوں کے درمیان عقائد کے اختلافات کی وجہ سے جو کہ اسی وقت سے شروع ہو گئے تھے۔ جبکہ مرزا غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ کیا۔ تعلقات کبھی خوشگوار نہیں ہوئے۔ (بحوالہ بیان گواہ استغاثہ نمبر ۳۔ مولوی فضل دین) شریعت کے مطابق عام مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ کہ حضرت محمد (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) "خاتم الانبیاء" آخری نبی تھے۔ اور کہ ان کے بعد کوئی اور نبی نہیں آسکتا۔ (بحوالہ گواہان ملزم ایس۔ ایم محمد سلیمان۔ فاروقی اور محمد انعام الحق) اور احمدیوں کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ حضرت محمد (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی بعثت کے بعد حضرت مرزا غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ان کے طفیل ایک نبی ہوئے ہیں۔ اور یہ عقیدہ غلط ہے کہ نبوت ختم ہو چکی ہے۔ احمدی اور غیر احمدی دونوں ایک دوسرے کو کافر قرار دیتے رہے ہیں۔ اور یہ لفظ غیر احمدی لوگ ۱۸۹۰ء سے استعمال کر رہے ہیں۔ جیسا کہ گواہ استغاثہ مولوی فضل دین نے بیان کیا۔ اب ان کے تعلقات ایسے کشیدہ ہو چکے ہیں۔ کہ احمدیوں نے بعض معاملات میں قادیان کے غیر احمدیوں کا مجلسی مقاطعہ کر رکھا ہے۔ ان دونوں فرقوں میں باہمی شادی بیاہ نہیں ہوتا۔ اور احمدی غیر احمدیوں کی نماز جنازہ میں شامل نہیں ہوتے:۔

احراریوں کی قادیان میں آنے کی غرض

بعض احراری ۱۹۳۱ء میں قادیان میں آئے اور اسی وقت سے احمدیوں کے ساتھ ان کے تعلقات کشیدہ ہیں۔ جریدہ الفضل۔ جو کہ احمدیہ جماعت کا آرگن ہے۔ اور گزٹ تصور کیا جاتا ہے۔ کے ایڈیٹر اور نائب ایڈیٹر کے بیانات کے مطابق احرار کی قادیان میں آنے کی غرض ہی فتنہ انگیزی تھی انہوں نے بعض مذہبی اختلافات کی بنا پر احمدیوں کے خلاف شور و شر برپا کر دیا۔ انہوں نے چوہدری ظفر اللہ خان ممبر ایگزیکٹو کونسل کے تقرر کے خلاف سخت احتجاج اور پروپیگنڈا کیا۔ جیسا کہ خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود احمد کے بیان سے ظاہر ہے:۔

احرار کانفرنس

احرار تبلیغ کانفرنس کے انعقاد سے ذرا پہلے ان کے تعلقات اور بھی کشیدہ ہو گئے۔ کیونکہ احرار نے اس بات پر ضد کی۔ کہ قصبۂ قادیان کی حدود کے اندر آبادی کے نزدیک کانفرنس منعقد کریں گے سا احمدی اس کے مخالف تھے کیونکہ انہیں احراریوں کی طرف سے نقض امن کا اندیشہ تھا گواہ ملزم ایشر سنگھ سکنہ قادیان کی اراضی کا ایک ٹکڑا احراریوں نے اپنی کانفرنس کے لئے منتخب کیا لیکن احمدیوں نے اس کے گرد دیوار کھڑی کر دی نتیجہ یہ ہوا کہ وہ جگہ کانفرنس کے انعقاد کے لئے استعمال نہ ہو سکی۔ چونکہ احرار قادیان خاص میں کوئی اور مناسب جگہ حاصل نہ کر سکے۔ اس لئے کانفرنس موضع رجادہ کی اراضی میں ڈی۔ اے۔ وی ہائی سکول کے احاطہ میں منعقد ہوئی جو کہ قادیان سے تقریباً ایک میل کے فاصلہ پر ہے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ احرار نے اپنی کانفرنس کا خوب شور ڈالا تھا چونکہ امید تھی۔ کہ احرار بڑی تعداد میں اکٹھے ہونگے اس لئے احمدیہ جماعت نے اس ضلع۔ اور شہر لاہور اور امرتسر سے بھی اپنی جماعت کے لوگوں کو اس موقعہ پر قادیان آنے کی دعوت دی۔ لیکن جب امام جماعت احمدیہ نے دیکھا۔ کہ قیام امن کے لئے پولیس کا انتظام معقول ہے تو انہوں نے اس دعوت نامہ کو منسوخ کر دیا۔ برخلاف اس کے ان لوگوں نے کہ جو احرار تبلیغ کانفرنس کے ذمہ وار تھے۔ بہت سے چھوٹے بڑے اشتہارات شائع کئے۔ جن میں لوگوں کو بڑی تعداد میں کانفرنس میں شامل ہونے اور اپنی آنکھوں سے مرزائیوں کے جھوٹوں، غلط الزامات اور دھوکہ دہیوں کو دیکھنے کی تحریک کی اور یہ ظاہر کیا۔ کہ احمدی اس کانفرنس کو اپنے لئے موت کا پیغام سمجھتے ہیں۔ (بحوالہ اگزبٹ $\frac{P.11}{2}$)

اس فضا میں اور ان حالات میں جو کہ اوپر بیان کئے گئے ہیں۔ احرار کانفرنس قادیان کے قرب وجوار میں ۲۱ اکتوبر کو منعقد ہوئی۔

کانفرنس میں شریک ہونیوالے لوگ

جب ملزم نے تقریر کی۔ تو سامعین کی تعداد گواہ استغاثہ نمبر ۱۲ رسالدار بچودہ سنگھ کے بیان کے مطابق آٹھ اور نو ہزار کے درمیان تھی۔ اگرچہ گواہ ملزم نمبر ۵ عبدالکریم کے بیان کے مطابق بھی تعداد قریباً پچاس ہزار تھی۔ سامعین میں سے اکثر ناخواندہ گنوار تھے۔ اور اس بات کا ذکر ملزم نے خود اپنی تقریر کی ابتداء میں کیا۔ چونکہ گواہ استغاثہ نمبر ۳ مولوی فضل الدین پلیڈر کے بیان کے مطابق امن شکنی کا ڈر تھا۔ اور بحوالہ بیان گواہ استغاثہ نمبر ۲ ایم غلام نبی جوشیلی تقریروں کے نتیجہ میں اندیشہ تھا۔ کہ احراری فساد کریں گے۔ احمدیوں کو ان کے خلیفہ نے کانفرنس میں جانے سے روک دیا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ کوئی احمدی بھی وہاں نہیں گیا

سرکاری رپورٹروں کی کارگزاری

کانسٹبل فیروزدین گواہ استغاثہ نمبر ۶ جو کہ غیر احمدی ہے۔ حسب الحکم سپرنٹنڈنٹ پولیس گورداسپور اس کانفرنس میں کارروائی کے شارٹ ہینڈ نوٹس لینے کی غرض سے شامل ہوا۔ منجملہ بعض سی۔ آئی۔ ڈی کے رپورٹرز کے سب انسپکٹر آغا رشید احمد گواہ استغاثہ نمبر ۸ اور سب انسپکٹر بابو بدری ناتھ گواہ استغاثہ نمبر ۹ بھی کانفرنس میں موجود تھے۔ فیروزدین نے ملزم کی ساری تقریر شارٹ ہینڈ میں قلمبند کی۔ اور آغا رشید احمد نے تقریر کے صرف ایک ہی حصہ کے نوٹ لئے۔ کیونکہ کسی ضروری کام کے لئے اس کو دوران تقریر میں دفعۃً پنڈال سے باہر جانا پڑا۔ ملزم کی تقریر ۹ بجے رات سے لیکر سوا دو بجے بعد نصف شب تک جاری رہی۔ تقریر کچھ تو اردو میں اور کچھ پنجابی میں کی گئی۔ فیروزدین کانسٹبل نے نوٹ بک F.J. میں تقریر کے نوٹ لئے۔ جو کہ اگزبٹ F.P. نمبر ۱ سے شروع ہو کر F.P. نمبر ۲ پر ختم ہوئے۔ آغا رشید احمد نے نوٹ اپنی محکمانہ نوٹ بک اگزبٹ P.M. میں لئے ملزم کی تقریر کے نوٹ اگزبٹ P.M./1 سے اگزبٹ P.M./2 تک ہیں۔ دونوں نوٹ بکس F.P. اور P.M. عدالت میں مہر شدہ لفافوں میں پیش کی گئیں۔ مہریں سلامت تھیں۔ اور ملفوفات یعنی شارٹ ہینڈ نوٹس اگزبٹ P.M./1 اور P.M./2 باقاعدہ طور پر دونوں رپورٹروں نے صحیح ثابت کئے۔ تقریر کے اختتام پر سب انسپکٹر آغا رشید احمد نے اپنے شارٹ ہینڈ نوٹس کانسٹبل فیروزدین کو لکھوائے۔ اور اس نے انہیں لانگ ہینڈ میں لکھا۔ یہ لانگ ہینڈ نوٹس جن میں جلسے کی پوری کارروائی درج ہے۔ اگزبٹ P.H. ہیں۔ اور ملزم کی تقریر کے نوٹ P.H./1 سے لیکر P.H./2 تک ہیں۔ تقریر کا وہ حصہ جس کے نوٹ آغا رشید احمد کی غیر حاضری میں فیروزدین نے اکیلے لئے۔ وہ بھی فیروزالدین نے آپ ہی بغیر کسی شخص کے لکھانے کے لانگ ہینڈ میں نقل کر لئے تھے۔ فیروزدین نے اگزبٹ پی ایچ کے متعلق ثابت کر دیا ہے۔ کہ اگزبٹ پی ایچ میں اس کے شارٹ ہینڈ نوٹس صحیح نقل کئے گئے ہیں۔ وکیل ملزم کے ایماء پر فیروزدین کنسٹبل نے عدالت میں ملزم کی تقریر کو اصلی شارٹ ہینڈ نوٹس سے لانگ ہینڈ رسم الخط میں بغیر پہلے لکھے ہوئے لانگ ہینڈ نوٹس کو دیکھے کے نقل کیا۔ یہ لانگ ہینڈ نوٹ اگزبٹ D.W.D.X. ہیں۔ اور یہ سوائے ایک دو مواقع کے اگزبٹ P.H. کے مطابق ہیں۔ ان استثنائی مواقع کا بعد میں ذکر آئے گا۔

ملزم کی تقریر کا انگریزی میں پریس برانچ لاہور کے Head Translator بابو فقیر محمد گواہ استغاثہ نمبر ۱ نے اور ان کی زیر نگرانی اور مترجموں نے بھی ترجمہ کیا۔ وہ ترجمہ اگزبٹ P.J./1 سے اگزبٹ P.J./[illegible] تک صحیح ثابت ہوا ہے

ملزم کی تقریر

اب ہم ملزم کی تقریر کی طرف آتے ہیں۔ سامعین جو کہ اکثر گنوار تھے۔ انہیں مخاطب کر کے ملزم نے دوران تقریر میں کہا۔ اس علاقہ میں جہاں حبّ خدائی کا دعوے کرتے ہیں۔ ہم غریبوں کا اکٹھا ہونا جن میں سے اکثر کا کوئی گھر بھی نہیں کوئی معمولی بات نہیں۔ پھر اس نے کہا کہ فرعونی تخت الٹایا جا رہا ہے۔ اور خدا نے چاہا تو نہیں رہیگا پھر قادیان کے متعلق ملزم نے کہا کہ اس علاقہ میں حکومت کے اندر ایک اور حکومت پیدا ہو گئی ہے یہاں ظلم ناانصافی تکبر اور غرور اتنا بڑھ گیا ہے کہ جب بخاری مسوری سے امرتسر کو آیا۔ تو پولیس سائے کی طرح اسکے ساتھ لگی رہی اور امرت سر پہونچنے پر اسے دفعہ ۱۴۴ کے ماتحت دو سب انسپکٹروں نے نوٹس دیا۔ اس موقعہ پر اس نے پولیس کو جنوں کی فوج قرار دیا۔ پھر تقریر جاری رکھتے ہوئے ملزم نے کہا۔ اللہ اللہ قادیان میں غریب تباہ پٹ جاتا ہے۔ ظالم سمجھتا ہے۔ کہ وہ مر گیا۔ حکومت کہتی ہے۔ کہ گواہ نہیں ملتا۔ یہ چشم پوشی ہے۔ اور ہم اتنے ذلیل ہیں۔ اسی لہجہ میں ملزم نے قادیان کے حالات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ کہ یہاں احمدیوں نے ریاست بہاولپور۔ پٹیالہ اور کشمیر جیسے اختیارات حکومت سے حاصل کر لئے۔ اور ہمیں استنجا تک نہیں کرنے دیا جاتا۔ پھر اسی موقعہ پر قیام امن کے لئے پولیس کے متعین کئے جانے کی طرف اشارہ کر کے اور احمدیوں کی اس کانفرنس کے ناکام کرنے کی کوششوں کی طرف اشارہ کر کے ملزم نے کہا۔ اگر یہ احراریوں کی تبلیغی کانفرنس نہ ہوتی۔ تو نہیں معلوم کیا ہو جاتا آج پیروان حسین ہتھکڑیاں پہنے ہوتے۔ ملزم نے لوگوں کو تلقین کی۔ کہ دلیری سے تکالیف برداشت کریں۔ اور اپنے رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قدموں کی پیروی کریں۔ ملزم نے خلیفۂ قادیان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ بھی کہا۔ کہ وہ ایک نبی کا بیٹا ہے۔ میں نبی کا نواسا ہوں۔ وہ آئے تم خاموش بیٹھے رہو۔ وہ میرے ساتھ اردو پنجابی۔ عربی اور فارسی میں تمام مسائل پر بحث کرلے۔ تو اس جھگڑے کا آج فیصلہ ہو سکتا ہے۔ وہ پردے سے نکلے اور گھونگٹ اٹھائے اور حکومت کو ہمارے اختلافات کے بارے میں درمیان میں نہ لائے۔ وہ کشتی کرے اور مولا علی کے جوہر دیکھے۔ وہ جس شان سے چاہے آئے وہ موٹر میں آئے میں پیدل آؤں۔ وہ حریر پہنکر آئے۔ میں گاندھی جی کا کھدر پہن کر آؤں۔ وہ اپنے ابا کی سنت کے مطابق مزعفر بھنا ہوا گوشت یاقوتیاں اور پلومر کی ٹانک وائن دن رات پیتا ہے اور میں اپنے نانا کی سنت کے مطابق جو کی روٹی کھاتا ہوں۔ اسے حکومت سے مدد نہ مانگنی چاہئے۔ وہ اکیلا آئے۔ اور بخاری کے جوہر دیکھے اگر ہم یہاں دو چار سال رہیں۔ تو خدا کے فضل سے یہ بالکل تباہ ہو جائیں گے۔ اخبار زمیندار اور اس کے ایڈیٹر ظفر علی خان کی طرف اشارہ کر کے اور اپنے اس کانفرنس کا پریذیڈنٹ ہونے کی طرف اشارہ کر کے ملزم نے یہ بھی کہا۔ کہ ہندوستان کے کسی مولوی میں اس طرح قادیان آنیکی طاقت نہیں۔ یہ کسی اکیلے آدمی کا کام نہیں۔ یہ ایک جماعت کی طاقت ہے۔ جماعت کے سر پر خدا کا ہاتھ ہوتا ہے۔ حکومت آج آزما کر دیکھ لے۔ حکومت دیکھتی ہے۔ کہ باوجود پابندیوں کے جو حکومت نے لگا دی ہیں۔ اور باوجود جماعت احمدیہ کی مخالفت کے غلامان محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اتنی تعداد میں نظر آتے ہیں۔

پھر قادیان اور خلیفہ کا ذکر کر کے ملزم نے کہا۔ ہم سب کو ایک عزم یہاں لایا ہے اور وہ یہ کہ اس ناپاک زمین کو پاک کیا جائے خدا اس زمین کو پاک کرے۔ کیونکہ یہاں خاتم النبیین کی توہین ہوتی ہے۔ اس جگہ پیارا مکی مدنی رسول نہیں ہے۔ یہاں شرک ہے اور یہاں چالیس کروڑ مسلمانوں کے تیرہ سو سالہ قبلہ کے احترام کی ہتک کی جاتی ہے۔ میں ایک بات جانتا ہوں کہ خواہ کوئی شخص مکے میں ہی پیدا ہو اور مکے میں ہی مرے۔ لیکن اگر اسے رسول سے محبت نہ ہو۔ تو اس کی نجات نہیں ہو سکتی

میں غریب اپنے دلی خیال کا اظہار کرتا ہوں۔ حکومت کو یاد رکھنا چاہئے۔ کہ جو شخص نبوت کی قمیص تک کو بھی چھوتا ہے ہم اس کے لئے طاعون اور ہیضہ کی طرح ہیں۔ اگر حکومت کوئی اور ہاتھ دیکھنا چاہتی ہے۔ تو اس کی مرضی۔ تم نے ہمیں سینکڑوں بار آزمایا ہے۔ قبل ازیں خلافت اور مقامات مقدسہ کے احترام کا سوال اٹھا۔ رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عزت پر حملہ کیا گیا۔ تو یہ احمدی خوشی کے مارے اچھل پڑے۔ جب ملک کا سوال اٹھا۔ انہوں نے کہا کہ [illegible] ساتھ تعلق نہیں رکھتا۔ اور صرف خدا کے رسول کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ حکومت نے ہماری طاقت کو نہیں آزمایا۔ اب گیارہ بجے ہیں سورج نکلنے تک ابھی سات گھنٹے باقی ہیں اور یہاں ہزار ہا لوگ جمع ہیں۔ حکومت کو اپنی طاقت ہٹا لینی چاہئے۔ میں گورنمنٹ کے سامنے مسلمانوں کے مطالبات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن اس شخص کا کیا حشر ہوگا۔ کہ جو حضرت محمد مصطفےٰ (صلے اللہ علیہ وسلم) کے بعد نبی ہونیکا دعویٰ کرتا ہے۔ یہ ہمارے ساتھ کیسے مقابلہ کر سکتے ہیں یہ انگلستان والوں کے دُم کٹے کتے ہیں۔ یہ انگریزوں کی چاپلوسی کرتے ہیں۔ اور ان کی جوتیوں کے تلے صاف کرتے ہیں۔ میں فخر نہیں کرتا۔ اور خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر مجھے اکیلا چھوڑ دیا جائے۔ تو تم میرے اور بشیر کے معرکے دیکھو۔ میں کیا کہوں۔ میں کیا کہوں۔ لفظ تبلیغ نے ہمیں مشکل میں ڈال رکھا ہے۔

یہ پولٹیکل کانفرنس نہیں ہے۔ اگر باگیں ڈھیلی چھوڑ دی جائیں۔ او مرزائیو میں تمہیں کہتا ہوں۔ خبردار تم پیشاب کی جھاگ کی طرح بیٹھ جاؤ گے۔ ہم نے کبھی حکومت سے مدد حاصل نہیں کی۔ ان کی نبوت اور خلافت حکومت ہی کے سہارے کھڑی ہے تمہیں کیا پتہ پانچ سال کے عرصہ کے اندر اندر یہ مدد اور پولیس ہمارے قبضہ میں ہوگی ۔

پھر علماء سے جو کہ سٹیج پر بیٹھے تھے۔ ملزم نے مخاطب ہو کر پوچھا کہ آیا جو شخص پانچویں جماعت میں فیل ہو جائے۔ وہ نبی بن سکتا ہے۔ ہندوستان میں تو اس کی ایک مثال موجود ہے۔ کہ ایک شخص نے فیل ہو کر نبی کا دعوےٰ کیا۔ پھر ملزم نے کہا۔ کہ احادیث اور تفاسیر سے ثابت ہے۔ کہ مرزا نبی نہیں تھا۔ اور یہ کہ نبی کبھی دھوکے باز نہیں ہوتے .... پھر اب دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی گئی ہے۔ غریب شاہ کو مارا گیا۔ محمد حسین کو قتل کیا گیا۔ او مسیح کی بھیڑو تم سے پٹنے کے لئے کوئی نہیں آیا۔ ہاں اب تمہارا مجلس احرار سے مقابلہ ہے۔ ہمیں توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کرنا ہے۔ (اسیں توڑ کے ٹکڑے ٹکڑے کر دینا اے) یہ مرزائی ہر جگہ ایک ہی ہیں انگریز اگر مکہ پر بھی قبضہ کر لیں۔ تو یہ وہاں بھی ان کی مدد کریں گے۔ او مرزائیو یہ تمہاری نبوت کی تصویر ہے۔ اور یہ حکومت سے مخفی نہیں۔ ہم اس کی وریک [illegible] تے ہے ہیں۔ اور ہم اس کے ناصح اور خیر خواہ ہیں۔ یہ ہندوستانی نبی ڈپٹی کمشنر کے پاس جا جا کر کہتا ہے۔ کہ میں نے اور میرے باپ نے حکومت کی بڑی خدمتیں کی ہیں۔.....

او خبیث اگر تم نبی ہو گئے – تو تمہیں اپنا وقار قائم رکھنا چاہیئے۔ ملزم نے ایک جھوٹے مدعی کی مثال بیان کی۔ جس نے شہنشاہ عالمگیر کو گمراہ کیا تھا۔ اور کہا کہ اگر نبوت ہی کا دعوےٰ تھا۔ تو پھر تمہیں انگریزوں کے کتے نہیں بننا چاہیئے۔ تف ہے اور لاکھ لعنت ہے اس نبوت پر۔ کتاب آئینہ کمالات اسلام کا ذکر کر کے ملزم نے کہا۔ کہ مرزا صاحب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے وہاں لکھا ہے۔ کہ وہ جو مجھے نہیں مانتا حرامی ہے۔ میں حکومت سے درخواست کرنا چاہتا ہوں۔ اور حکومت کو جواب دینا ہوگا اگر کوئی ایسا ہی لفظ "زمیندار"، "احسان" "سیاست" اور "احرار" میں چھپ جائے۔ تو یہ تمام اخبارات ضبط ہو جائیں گے۔ لیکن اگر یہ (احمدی) حرامی کا لفظ استعمال کریں۔ تو کوئی ایکشن نہیں لیا جاتا۔ انوار الاسلام میں بھی جو مرزا غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی لکھی ہوئی ایک کتاب ہے لکھا ہے کہ مرزا غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے مخالفین جو ان پر ایمان نہیں رکھتے سؤر ہیں اور انکی بیبیاں کتیا ہیں

تقریر ختم کرنے سے پہلے ملزم نے حکام کو بتلایا کہ کانفرنس کے انعقاد سے ہماری غرض لڑائی نہیں۔ بلکہ اس علاقے کے مظلوم مسلمانوں کا بچاؤ ہے۔ اور پھر سامعین کو یاد دلایا۔ کہ احمدی دفعہ ۱۴۴ تعزیرات ہند کے نافذ کرا لینے پر شرمندہ نہیں ہیں۔ ملزم کی تقریر دو حصوں میں تقسیم کی جا سکتی ہے۔ (الف) حکومت کے خلاف اور (ب) احمدیہ جماعت اور اس کے بانی اور موجودہ خلیفہ کے خلاف۔ یہ مان لیا گیا ہو کہ حکومت کے خلاف حصہ موجودہ مقدمہ کے لحاظ سے غیر متعلق ہے۔ ہماری توجہ صرف اس حصے کی طرف ہے۔ جو جماعت احمدیہ کے خلاف ہے۔

ملزم پر الزام

ملزم پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ اس نے ملک معظم کی رعایا کے دو طبقات احمدیوں اور غیر احمدیوں کے درمیان دشمنی یا حقارت پیدا کی ہے۔ یا کرنے کی کوشش کی ہے۔ لفظ طبقات مذہبی فرقوں پر بھی اطلاق پاتا ہے

ملزم کا بیان بجواب جرح

جرح کے دوران میں ملزم نے عدالت میں کہا۔ کہ تقریر کی جن عبارتوں کے متعلق شکایت کی گئی ہے۔ وہ مسخ شدہ عبارتیں ہیں۔ جنہوں نے اس کی اصل تقریر کے معنی ہی تباہ کر دیئے ہیں۔ اس نے اقبال کیا۔ کہ میں نے اپنی تقریر میں یہ لفظ کہے تھے۔ کہ نبی کبھی دھوکے باز نہیں ہوتا۔ تقریر کے دوسرے بیان کردہ حصص کے متعلق نہ ملزم نے صریحاً انکار کیا۔ اور نہ ہی اقرار کیا۔ اس نے بیان کیا۔ کہ تبلیغ کانفرنس میں جہاں اس نے سچے اسلام کی اشاعت کے لئے خطبۂ صدارت پڑھا تھا۔ احمدیوں اور غیر احمدیوں میں حقارت پیدا کرنے کا کوئی موقعہ ہی نہ تھا۔ آگے چل کر اس نے کہا کہ احمدی چالیس کروڑ مسلمانوں کو مرزا صاحب کو نبی نہ ماننے کی وجہ سے کافر سمجھتے ہیں۔ اور یہ کہ چونکہ مذہبی اختلافات ہیں۔ اس وجہ سے احمدیوں اور غیر احمدیوں میں شادی بیاہ کے اور دوسرے تعلقات ممکن ہی نہیں۔ احمدی غیر احمدیوں کے بچوں کا بھی جنازہ نہیں پڑھتے۔ اور غیر احمدیوں کے متعلق خنزیر کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ اور ان کی عورتوں کو گالیاں دیتے ہیں۔ اور کتیا سے بھی بُرے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

ملزم نے کہا کہ اگر ضرورت ہوئی۔ تو میں ایک تحریری بیان شامل مثل کر دوں گا۔ اس پر مورخہ ۱۲/۴/۳۴ کو جرح کی گئی۔ اور بحث کے اختتام کے بعد ۱۶ اپریل ۱۹۳۵ء کو اس نے تحریری بیان دیا۔

ملزم کا تحریری بیان

یہ تحریری بیان جو ملزم نے خود عدالت میں پڑھ کے سنایا۔ ذرا لمبا بیان ہے۔ اور اس کے متعلق حصوں کا مضمون یہ ہے۔

شعبۂ تبلیغ مجلس احرار کا فرض تھا۔ کہ تمام اسلامی دنیا کو متنبہ کر دے۔ کہ وہ اپنے تئیں جماعت احمدیہ کے جھوٹوں۔ دھوکوں غلط الزامات اور عیاریوں سے بچائیں۔ ضمیمۂ انجام آتھم اور نزول المسیح جو مرزا غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) بانی جماعت احمدیہ کی لکھی ہوئی کتابیں ہیں۔ پیر مہر علی شاہ گولڑوی اور دیگر مقتدر ہستیوں کے خلاف سخت الفاظ اور گالیوں پر مشتمل ہیں۔ خداوند یسوع مسیح کو بھی اس بارے میں اس مسیح موعود (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے نہیں چھوڑا۔ تریاق القلوب۔ نور الحق اور بہت سی کتابیں مرزا غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی لکھی ہوئی انگریزوں کے ساتھ اس کی وفاداری اور چاپلوسی اور برٹش گورنمنٹ کی بے نظیر خدمات کا ثبوت ہیں۔ نور الحق میں مسیح موعود (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے لکھا ہے۔ کہ اس کے عقیدہ کے مطابق برٹش گورنمنٹ سے غداری خدا اور رسول سے غداری کے برابر ہے۔ اور اگر اس بارے میں احمدی بھی غدار ہو جائیں۔ تو ان سے بڑا غدار اور کوئی نہ ہوگا۔

اس بارے میں ملزم نے ایک جھوٹے مدعی کا واقعہ بیان کیا۔ جس نے شہنشاہ عالمگیر سے دھوکے کے ذریعے انعام حاصل کرنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ کامیاب نہ ہوا۔ اور جب اسے بادشاہ نے جنگل میں سونے کی مہریں دینی چاہیں۔ تو اس نے کمال افسوس سے انکار کر دیا۔ کیونکہ اس وقت وہ ایک تارک الدنیا بنا ہوا تھا۔ ملزم نے اقرار کیا۔ کہ اس واقعہ کے ذکر کرنے کے بعد میں نے کہا تھا۔ کہ او برے اگر تم نبی ہو گئے تھے۔ تو وقار قائم رکھنا چاہیئے تھا۔ ملزم یہ بھی مانتا ہے کہ احمدیہ جماعت اور اس کے بانی کے متعلق یہ الفاظ بھی کہے تھے۔ کہ جب تم نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ تو تمہیں انگریزوں کے کتے نہ بننا چاہیئے تھا۔ تم انگریزوں کے بے دم کے کتے ہو۔ وہ یہ کہتا ہے کہ ان الفاظ کا یہ مطلب نہیں تھا۔ کہ احمدی محض کتے ہیں۔ جن کے پنجے تو ہیں لیکن دم نہیں۔ بلکہ تقریر میں اس کے ان الفاظ کا یہ مطلب تھا۔ کہ وہ انگریزوں کے حد سے زیادہ وفادار ہیں۔ جن کی وفاداری کی کوئی حد ہی نہیں۔ اور لوگ ایسے الفاظ محبت اور وفا کے تعلقات ظاہر کرنے کے لئے اپنے لئے فخر سمجھا کرتے ہیں۔ ملزم نے پھر یہ بھی کہا۔ کہ موجودہ خلیفہ کے وقت میں قادیان کے لوگوں پر ہر قسم کا دباؤ ڈالا جاتا ہے۔ اور تشدد کا استعمال کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس وجہ سے ڈر کے مارے کوئی عینی شاہد واقع شدہ مظالم کی گواہی دینے کو بھی تیار نہیں ہوتا۔ محمد امین کو دن دھاڑے مار ڈالا گیا۔ مباہلہ بلڈنگ گرا کر جلا دی گئی۔ لیکن حکومت مجرموں کو پکڑ نہ سکی۔ کیونکہ نہ ان کا چالان کیا گیا اور نہ کوئی اور کارروائی ان کے خلاف کی گئی۔ یہ موجودہ خلیفہ کی حکومت کا نتیجہ ہے۔ اس کا اثر مظلوموں اور ان کے ہمخیالوں کے دلوں پر ظاہر ہے۔ ان لوگوں کو یہ یقین ہو گیا تھا۔ کہ سوائے خلیفہ کے انگریزوں کی کوئی حکومت قادیان میں نہیں۔ اور خلیفہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ محمد علی کے قتل سے ان مسلمانوں میں تبلیغ کرنے کا راستہ کھل گیا۔ جن کے دل پہلے ہی ڈر سے دہل گئے تھے۔

ملزم کی تقریر کا مدعا یہ تھا۔ کہ مسلمانوں کو جو دباؤ اور خلیفۂ قادیان کی ظالمانہ مدارات سے دب گئے تھے۔ ابھارا جائے اور ان کے متزلزل ایمان کو مستحکم کیا جائے اور ساتھ ہی ظالموں کو بھی متنبہ کر دیا جائے کہ انسانی جان کو معمولی چیز نہ سمجھیں۔ کیونکہ ان کا تکبر اور غرور آخر جانے والی بات ہے۔ مظلوموں کی ہمت بندھانے کے لئے ملزم نے اس شخص کو چیلنج کیا۔

جسے اپنی طاقت کا گھمنڈ تھا اور جس سے تمام ڈرتے تھے۔ احمدی لوگوں اور ان کی نبوت اور خلافت کے متعلق ملزم نے کہا کہ "فرعونی تخت الٹا جا رہا ہے اب یہ نہیں رہے گا"۔ اپنے تحریری بیان کے آخری حصے میں ملزم نے بطور صفائی بیان کیا کہ جماعت احمدیہ نے اپنے کاموں سے اپنے خلاف دنیا میں اتنی نفرت پیدا کر لی ہے کہ میرے لئے ان کے خلاف نفرت پیدا کرنا بے فائدہ تھا۔ علی الخصوص اس حالت میں کہ میرا مقصد بھی یہ نہ تھا۔ اس نے کہا کہ میں نے "ٹکڑے ٹکڑے کر دیا" کے الفاظ استعمال ہی نہیں کئے۔ لانگ ہینڈ کے نوٹ P.H اور D.X جو دونوں کنسٹیبل فیروز الدین نے لکھے ہیں۔ ان کو غور سے دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ الفاظ "انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا" جو ملزم کے منہ میں ڈالے گئے ہیں D.X.1 میں موجود نہیں۔ لیکن P.H میں ہیں۔ البتہ الفاظ "جس کو انہیں ٹکرے" (جس کے ساتھ ہم نے مقابلہ کیا) D.X.1 میں بجائے اس فقرے کے جس کی شکایت کی جاتی ہے مذکور ہیں۔ اس اختلاف پر غور کریں تو یہ ممکن معلوم ہوتا ہے۔ کہ ملزم نے لفظ ٹکر سے ہی استعمال کیا ہو اور کنسٹیبل نے لکھتے لکھتے غلطی سے اسے ٹکڑے کر دیا ہے۔ ملزم کا بیان ہے کہ یہی غلطی کی گئی ہے۔

وکیل ملزم کی بحث

وکیل ملزم نے بحث کر کے ثابت کرنا چاہا کہ تقریر کرنے سے ملزم کی غرض حقارت یا دشمنی پیدا کرنا نہ تھی۔ بلکہ اس کی غرض قادیان میں جہاں قتل کئے جاتے ہیں مکان جلائے جاتے ہیں اور اور مظالم کئے جاتے ہیں اور جہاں حکومت برطانیہ کے متوازی حکومت قائم ہے عدالتیں ہیں۔ انگریزی عدالتوں کے نمونے پر کورٹ قائم کئے گئے ہیں۔ سکھا شاہی کو ختم کرنا تھا۔ اپنے اس بیان کی تائید میں وکیل نے زبانی اور تحریری دونوں طرح کی شہادتیں گزرانیں۔

نمبر ۱ (الف) محمد امین اور محمد حسین کا قتل

گواہ ملزم نمبر ۲۱۔ چودہری فتح محمد کے بیان میں ہے کہ ایک زمین کے جھگڑے میں جو گواہ اور محمد امین کے درمیان تھا۔ (جو کہ دونوں احمدی ہیں) مؤخر الذکر مارا گیا اور گواہ نے کلہاڑی کا ایک زخم کھایا۔ اس بات کی کوئی مزید شہادت نہیں کہ موت جو واقع ہوئی۔ وہ کسی دانستہ حملے کا نتیجہ تھا یا اتفاقاً واقع ہوئی۔ اور یہ بھی ثابت نہیں ہوتا کہ جماعت احمدیہ یا ان کا امام کسی لحاظ سے اس جھگڑے یا محمد امین کی موت کے ساتھ کوئی تعلق رکھتا تھا۔

نمبر ۲۔ ایک شخص محمد حسین غیر احمدی ۲۳ دسمبر ۱۹۳۰ کو ایک احمدی محمد علی کے ہاتھوں مارا گیا۔ محمد علی کا چالان کیا گیا اور پھانسی کی سزا دی گئی۔ امام جماعت احمدیہ مرزا بشیر الدین محمود احمد جو کہ ملزم کے گواہ صفائی تھے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے محمد علی کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور اسے قادیان میں بہشتی مقبرے میں دفن کیا گیا۔ گواہ کے بیان کے مطابق محمد علی کو موت کے بعد یہ اعزاز اس لئے دیا گیا کہ اس نے اپنی توبہ کا اظہار کیا تھا اور دلیری سے اپنے گناہ کا اقرار کر لیا تھا۔ گواہ نے اپنے خطبہ میں (مندرجہ اخبار الفضل ۲۹ اگست (D.W.3/1) اس قتل پر ناراضگی کا اظہار کیا تھا۔ گواہ نے حلفیہ بیان میں کہا کہ جماعت احمدیہ کا محمد حسین کے قتل کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اگرچہ ملزم کا یہ دعویٰ ہے۔ کہ جماعت احمدیہ نے محمد حسین کو قتل کرایا لیکن ریکارڈ میں اس دعوٰی کی کوئی گواہی موجود نہیں۔ ملزم نے اس ہائی کورٹ کے فیصلے کی نقل بھی عدالت میں پیش کرنی ضروری نہیں سمجھی۔ جس نے اس مقدمہ کا فیصلہ کیا تھا۔ اگر یہ نقل پیش کی جاتی تو فیصلے سے وہ حالات ظاہر ہو جاتے جو قتل پر منتج ہوئے۔

(ب) مباہلہ بلڈنگ کا جلایا جانا

گواہ ملزم نمبر ۵۵ ایم عبد الکریم اخبار مباہلہ والا قادیان میں ایک مکان رکھتا تھا جو ۱۹۳۰ میں جلا دیا گیا۔ سب انسپکٹر پولیس گواہ ملزم نمبر ۷۴ نے خود کمروں میں سے ایک کو جلتے دیکھا۔ گواہی جو کہ وکیل ملزم نے حاصل کی ہے۔ یہ ثابت نہیں کرتی۔ کہ اس مکان کی تباہی میں جماعت احمدیہ کا کچھ بھی دخل تھا۔ ایک اور گواہ فیض اللہ جو کہ ایم عبد الکریم مالک مباہلہ بلڈنگ کا ملازم تھا۔ وہ بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ کس نے اسے جلایا۔ چونکہ اس بارے میں کوئی گواہی نہیں کہ عملاً مکان کو کس نے آگ لگائی۔ پولیس کامیابی سے اس کی تحقیقات نہیں کر سکی۔ گواہ ملزم نمبر ۷۹ مرزا شریف احمد نے جو کہ خلیفہ کا بھائی ہے۔ بیان کیا کہ ۱۹۳۳ میں مکان کے جلائے جانے کے بعد میں نے اس پر قبضہ کر لیا اور بعد میں صدر انجمن احمدیہ کو دیدیا۔ گواہ نے قادیان کے واجب العرض (D.W.79/1) کی ایک نقل اس خصوص میں پیش کی۔ یہ ایک مشکی معاملہ ہے کہ آیا صدر انجمن احمدیہ کا اس مکان پر متروک ہونے کی وجہ سے قبضہ کر لینا جائز تھا یا نہ تھا۔ اور سول کورٹ میں اس کا فیصلہ ہو جانا چاہیئے

(ج) عدالتیں

وکیل صفائی نے کچھ شہادات اس قسم کی پیش کیں۔ جو ثابت کرتی ہیں کہ قادیان میں جماعت احمدیہ نے محکمے اور عدالتیں قائم کر رکھی ہیں۔ جہاں معاشرتی اور ناقابل دست اندازی پولیس جھگڑوں کا جو احمدی افراد کے درمیان ہوں۔ فیصلہ کیا جاتا ہے۔ (بحوالہ بیان ہائے گواہان۔ صفائی۔ ڈاکٹر گوربخش سنگھ۔ ایم محمد اسحٰق احمدی یکے از قاضیان دار القضاء۔ خانصاحب فرزند علی ناظر امور عامہ جماعت احمدیہ۔ چودہری فتح محمد ناظر اعلیٰ۔ مرزا بشیر الدین محمود احمد امام جماعت احمدیہ اور گواہ صفائی مسٹر عبد الحق جو کہ مذکورہ بالا محکمہ کے قاضیوں میں سے ایک ہیں یہ بات بھی گواہی سے ظاہر ہے۔ کہ ان مقدمات کی پہلی اور دوسری اپیلیں بھی سنی جاتی ہیں جماعت کی آخری اپیل سننے والی ہستی خلیفہ ہے (بحوالہ بیانات گواہان صفائی ایم محمد اسحٰق اور مرزا بشیر الدین محمود احمد اور مثل ہائے جو کہ اگزبٹس D.W.34/1 D.W.34/2 و D.W.23/3) گواہی سے یہ بات بھی ثابت کی گئی کہ احمدی عدالتیں اپنی فیس بھی وصول کرتی ہیں اور اگزبٹ D.Z.38 کی طرح کے ان کے اپنے مقرر کردہ فارم ان کے محکموں میں عرضیوں کے لئے استعمال ہوتے ہیں (بحوالہ بیانات ایم بشیر احمد۔ ایم قاسم علی ایڈیٹر فاروق۔ ایم عبد الحق اور مسل اگزبٹ D.W.1/1) ملزم کی طرف سے یہ بات پیش کی گئی۔ کہ جو لوگ احمدیہ محکمہ جات کے افسران کے احکام نہیں مانتے انہیں جماعت سے خارج کر دیا جاتا ہے۔ اور قادیان سے چلے جانے کو کہا جاتا ہے (بحوالہ ضمنی بیان خانصاحب فرزند علی مورخہ ۲۸/۳/۳۵ و بیان گواہان صفائی عبد السلام۔ حبیب الرحمٰن المعروف خان کابلی۔ ایم بشیر الدین محمود احمد اور اگزبٹ D.Z.33 یعنی خلیفہ کا خط بنام خان کابلی اور اگزبٹ D.Z.47) کورٹ کی توجہ گواہ استغاثہ شیخ محمد یوسف ایڈیٹر اخبار نور کے اس بیان کی طرف منعطف کرائی گئی ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کے قاضیوں میں سے ایک قاضی نے ایک ایسا فوجداری مقدمہ جو کہ شدید ضرب لگنے کی وجہ سے قابل دست اندازی پولیس تھا سنا۔ اس بارے میں شہادت کی بنا پر یہ زور دیا گیا۔ کہ ملزم کے خیال میں یہ نہایت ضروری تھا کہ وہ اپنی تقریر میں گورنمنٹ کی توجہ ایسے اداروں کی طرف مبذول کرائے کہ جو خلاف قانون طور پر قادیان میں کام کر رہے ہیں۔ چونکہ ایسے اداروں کے متعلق ملزم کی تقریر میں کوئی اشارہ نہیں کیا گیا۔ اس لئے کورٹ کے نزدیک اس پر حکم صادر کرنا ضروری نہیں۔

(د) تبلیغ پراپیگنڈا

مدعا علیہ کی طرف سے اس بات پر بھی زور دیا گیا۔ کہ احمدیہ جماعت کی تبلیغ قادیان میں تشدد آمیز طریقوں سے کی جا رہی ہے حالانکہ غیر احمدیوں کو آئینی طور پر بھی اپنے عقیدہ کی تبلیغ کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ اس الزام کو ثابت کرنے کے لئے کوئی معتبر اور واضح شہادت بہم نہیں پہنچائی گئی اس کے برعکس گواہ استغاثہ نمبر ۴ ایک عیسائی پادری کی شہادت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ احمدیہ جماعت کے واعظوں نے کبھی گواہ پر مذہبی حملہ یا اس کا مقابلہ نہیں کیا۔ ڈاکٹر گوربخش سنگھ نے بھی کہ جو گواہ استغاثہ ہے یہی بیان دیا۔ کہ احمدیوں نے اسے اپنے مذہب کی دعوت دیتے ہوئے تشدد سے کام نہیں لیا۔ مدعا علیہ کے گواہ مہر الدین اور اس کے ساتھیوں پر بعض احمدیوں نے مذہبی اختلافات کی بنا پر ۱۹۲۵ء میں حملہ کیا۔ حملہ کرنیوالے چالان ہو جانے کی صورت میں عدالت سے سزایاب ہوئے۔ اسی طرح بعض احمدی لڑکوں کو غیر احمدیوں کے اس جلسہ میں جو ۱۹۳۳ء میں ہوا فساد برپا کرنے کی بنا پر سزا دی گئی۔ ان مقدمات سے متعلقہ نقول پیش نہیں کی گئیں اس لئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ جماعت احمدیہ یا اس کے بعض ذمہ دار افراد کا ان واقعات سے کوئی تعلق تھا۔

ملزم کا جرم

اس بات پر زور دیا گیا تھا۔ کہ ان اور اسی قسم کے دیگر اقتباسات کے تقریر میں ذکر کرنے سے یہ مقصد تھا۔ کہ حکام اور پبلک کو قادیان کے موجودہ حالات سے متنبہ کیا جائے۔ تاہم تقریر سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ ملزم نے صرف اسی بیان کردہ انتباہ پر ہی بس نہیں کی بلکہ اس نے عقائدِ احمدیہ بانیٔ سلسلہ اور جماعت احمدیہ کے خلیفہ اور ان کے متبعین پر کسی معقول اور مناسب پیرائے میں نہیں۔ بلکہ نہایت قابل اعتراض رنگ میں نکتہ چینی کی جیسا کہ اس کی تقریر میں استعمال کردہ الفاظ اور محاورات سے عیاں ہے۔ خلیفہ اور اس کے متبعین کو فرعون سے مشابہت دی گئی اور مرزا غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) جن کو یہ نبی سمجھتے ہیں۔ اور امام جماعت احمدیہ کو جنہیں حقارت کے رنگ میں بشیر کر کے مخاطب کیا "کشتی" لڑنے کی دعوت دیتے ہوئے ملزم نے سامعین کے قلوب میں نفرت پیدا کی۔ بانیٔ سلسلہ احمدیہ جو نبوت کے مدعی ہیں انکے متعلق دریدہ دہنی بدزبانی اور گندے الفاظ کا دہرانا۔ یعنی "انگریزوں کا کتا" کہنا صاف ظاہر کرتا ہے۔ کہ ملزم کا ارادہ اپنی تقریر کے شروع سے لیکر آخر تک یہی تھا۔ کہ وہ ہتک آمیز اور گندے الفاظ سے کام لے جماعت احمدیہ کے نبی پر "دھوکہ دہی" کا الزام لگانا جماعت احمدیہ کے خلاف نفرت اور دشمنی پیدا کرنا ہے۔ اسی قسم کے اور الفاظ اور محاورات بھی ہیں مثلاً "پیشاب کی جھاگ" "ہزار لاکھ لعنت ایسی نبوت پر" جو کہ ملزم نے جماعت احمدیہ اور اس کے بانی کے متعلق استعمال کئے۔ ہمیں معلوم ہے۔ کہ ملزم نے ایسے سامعین کو مخاطب کیا۔ جن کا کثیر حصہ ناخواندہ دیہاتیوں پر مشتمل تھا۔ اور اس کی تقریر نے جماعت احمدیہ کے خلاف ان کے دلوں میں دشمنی اور نفرت کے جذبات کو بھڑکایا۔ یہ ثابت ہو چکا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ اور غیر احمدیوں کے تعلقات کانفرنس سے پہلے کشیدہ تھے۔ اور کانفرنس کے بعد اس سے بھی ابتر ہو گئے۔ ملزم کی تقریر متعدد اردو اخباروں مثلاً "الفضل" ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۴ء اور "زمیندار" ۲۴ اکتوبر ۱۹۳۴ء میں شائع ہوئی۔ اور ملزم کا گواہ غلام نبی اسے پڑھ کے اس نتیجہ پر پہونچا کہ یہ تقریر اس کے دل میں نفرت پیدا کرتی ہے۔ گواہ ملزم فضل الدین پلیڈر نے اس تقریر کو اشتعال انگیز سمجھا۔ کیونکہ اس میں جماعت احمدیہ پر حملہ کیا گیا تھا۔ گواہ ملزم محمود احمد جس نے تقریر کو اخبار "الفضل" میں پڑھا۔ یہی محسوس کیا۔ کہ ان کی جماعت اور مذہب کی خطرناک طور پر توہین کی گئی ہے۔ گواہانِ مدعا علیہ قاضی عبد اللہ اور ملک عبد الرحمٰن افراد جماعت احمدیہ نے اس تقریر کو اخبار زمیندار میں پڑھا۔ اور اسی طرح گواہ ملزم محمد نذیر خاں سپرنٹنڈنٹ احمدیہ ہوسٹل لاہور ملزم کی اس تقریر کو پڑھکر اس قدر برانگیختہ ہوا۔ کہ بقول اس کے اگر وہ خود اس تقریر کو سنتا۔ تو بغیر اس کے نتائج کو سوچنے کے وہ کانفرنس ہی میں اس کا کام تمام کر دیتا امام جماعت کے دل میں جذبات نفرت پیدا ہوئے۔ کیونکہ اس کی تقریر میں "ایسے اشتعال انگیز الفاظ اور حصے تھے۔ کہ جو نفرت پیدا کر دیتے تھے" انہوں نے بیان کیا۔ کہ تقریر کا مقصد ہی سامعین کے دلوں میں ان کی جماعت کے خلاف نفرت پیدا کرنا تھا۔

ملزم کی تقریر کا اثر

مذکورہ بالا شہادات کی روشنی میں لوگوں کے دلوں پر اس تقریر کا اثر معلوم کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ انسان اپنے آپ کو اس جماعت کا ایک فرد تصور کرے۔ کہ جو اپنے نبی اور خلیفہ کا احترام کرتی ہے۔ اور پھر غور کرے۔ کہ اس ملزم کے خلاف اس کے کیا جذبات ہونگے۔ جس نے ان کی جماعت اس کے بانی اور پھر اس کے خلیفہ پر اور مسیح موعود کو ایک ایسی مثال ہیں کہ جو یقیناً جماعت احمدیہ کے افراد کے دلوں میں نفرت پیدا کرتی ہے۔ "دھوکہ باز" سے مشابہت دی۔ صرف یہاں تک ہی اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ ان کا ہتک آمیز طور پر مذاق اڑایا گیا۔ جبکہ انہیں "او بُرے آدمی" کہکر مخاطب کیا گیا۔ اور ان سے اپنی شان برقرار رکھنے کے لئے کہا گیا۔ یہ کہنے سے کہ احمدی انگریزوں کی مدد کرینگے۔ اگر وہ مکہ پر قبضہ کرنا چاہیں۔ احمدیوں کے دلوں میں نفرت پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ مکہ اور مدینہ تمام جماعت احمدیہ اور ان کے امام کے نزدیک کہ جو خود ان مقامات کا حج کر چکے ہیں۔ متبرک ہیں۔ پھر یہ کہنا کہ قادیان میں لوگوں کو "استنجا" کرنے کی اجازت نہیں۔ اور اس کو ثابت نہ کر سکنا۔ ہر دو فریق کے درمیان حقارت پیدا کرنا ہے۔ پھر تمام وُہ حصہ کہ جس میں خلیفہ کو "پردہ" سے باہر آ کر مذہبی مقابلہ کرنے کا چیلنج دیا گیا ہے امام جماعت اور بانیٔ سلسلہ کی زندگی کے متعلق ایک گندی ہجو ہے۔

اس کے علاوہ اپنی تقریر میں قادیان کو "پلید اور غلیظ" مقام قرار دیا گیا ہے۔ اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ملزم نے کہا۔ کہ "آخری نبی کی یہاں توہین کی گئی ہے۔" اسے بھی ہتک آمیز خیال کیا گیا ہے۔ کیونکہ امام جماعت احمدیہ اور دیگر گواہان کے بیان کے مطابق قادیان ایک مقدس مقام ہے اور اس کے متعلق "خبیث" کا لفظ استعمال کرنا ہتک آمیز ہے۔ مجموعی طور پر یہ نہایت قابل اعتراض حصہ ہے۔ جس میں جماعت احمدیہ کی تذلیل و تحقیر کی گئی ہے۔ اس حصہ میں حضرت محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی توہین کا الزام بے بنیاد ہے۔ جیسا کہ مولوی محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہور ملزم کے اپنے گواہ کی شہادت سے عیاں ہے۔ کہ مرزا غلام احمد (علیہ السلام) نے نبی کریم (صلے اللہ علیہ وسلم) کی تقریراً یا تحریراً کبھی کوئی ہتک نہیں کی۔ مرزا بشیر الدین محمود احمد نے خود عدالت میں بیان دیا۔ کہ مرزا غلام احمد (علیہ السلام) نبی کریم (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا مقابلہ کیا برابری بھی نہیں کر سکتے۔ جماعت احمدیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد (علیہ السلام) نے جو روحانی درجہ پایا۔ وہ اللہ تعالےٰ سے براہ راست نہیں۔ بلکہ نبی کریم (صلے اللہ علیہ وسلم) کے طفیل حاصل کیا۔

انتہائی طور پر قابلِ اعتراض حصہ

"دراس ۱۹۲۴ء (فیصلہ میں) اس امر پر واضح طور پر بحث کی گئی ہے۔ اور یہ اقرار کیا گیا ہے۔ کہ "احمدی" مکمل طور پر محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی نبوت کے اور قرآن کے احکام کے تابع ہیں"۔ ملزم کی تقریر اس مقام پر انتہائی طور پر قابلِ اعتراض ہے۔ کہ جہاں احمدیوں کو "انگریزوں کے بے دم کتے" ان کی "خوشامد" کرنے کی وجہ سے کہا گیا ہے اور یہ کہکر ان کی ہتک اور توہین کی گئی۔ کہ "وہ انگریزوں کے بوٹ صاف کرتے ہیں"

توہین اور بدزبانی

تقریر کے تمام الفاظ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ملزم نے ہتک آمیز الفاظ استعمال کئے اور یہ کہ اس نے عمداً ایسا کیا۔ یہ اس کے اپنے الفاظ۔ اس کے عمومی لب ولہجہ اور دونوں فرقوں میں کشیدگی کے موجود ہونے سے ظاہر ہے (vide 29 .C.L.R. Page 968)

یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ ملزم کے مقدمہ کی زیر دفعہ ۱۵۳ الف تعزیرات ہند ہی سماعت کی جائے ملزم کا مقدمہ اس دفعہ کے حدود کے اندر لانے کے لئے ملزم پر ایک بھاری ذمہ واری عاید ہوتی ہے۔ کہ وہ ثابت کرے۔ کہ اس کی تقریر کینہ دری پر مبنی نہیں تھی۔ ملزم اس ذمہ واری سے عہدہ برا نہیں ہو سکا۔ یہ صحیح ہے۔ کہ کسی مذہبی جلسہ میں مقرر کو دوسرے مذاہب کے عقیدوں پر تنقید کرنے کی کچھ آزادی حاصل ہے۔ لیکن اس کی "آزادی" کا مطلب یہ نہیں کہ اُسے توہین کرنے اور بدزبانی کرنے کا حق حاصل ہے۔" (vide 29.C.L.R. Page 968)

ملزم اپنے گواہ محمد سلیمان کے بیان کے مطابق) دینیات کا بڑا عالم ہے۔ اور بڑی قابلیت رکھتا ہے۔ گواہ مدعا علیہ فیروز الدین کہتا ہے۔ کہ ملزم نہایت اچھا مقرر ہے۔ اور سامعین کو مسحور کر دیتا ہے۔ پس ملزم اپنی تقریر کے اثرات سے پوری طرح واقف تھا۔ جبکہ وہ سامعین کے سامنے بول رہا تھا۔ وہ جانتا تھا۔ کہ وہ الفاظ اور محاورات جن کو وہ استعمال کر رہا ہے۔ اور جو توہین آمیز اور گندے تھے۔ یقیناً جماعت احمدیہ کے افراد کے دلوں میں اس کی اپنی جماعت کے خلاف دشمنی اور نفرت پیدا کرینگے۔ اور اسی طرح اس کی جماعت کے دلوں میں جماعت احمدیہ کے خلاف۔ اس بارے میں اس کا عمداً ایسا کرنا قطعی طور پر ثابت ہو چکا ہے۔ ہم اس بات کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ کہ ملزم نے اپنی تقریر ایک ذمہ دار لیڈر۔ اور ایک کانفرنس کا صدر ہونے کی حیثیت سے کی۔

سزا کم سے کم کرانے کی وجہ

یہ بڑے زور شور سے کہا گیا۔ کہ جماعت احمدیہ کے امام بشمولیت مرزا غلام احمد (علیہ السلام) سخت الفاظ اور گندے الفاظ استعمال کیا کرتے تھے۔ اور اس بات کی بنا پر ملزم کی سزا کو کم کیا جائے۔

اس بارے میں بعض کتب مثلاً "تبلیغ رسالت" اگزبٹ D.Z.55 "اربعین" اگزبٹ D.C. "انجام آتھم" اگزبٹ D.Z.51 اور "انوار الاسلام" اگزبٹ D.Z.6 کا ذکر کیا گیا۔

جو کہ مرزا غلام احمد (علیہ السلام) نے لکھیں ملزم کے تحریری بیان میں بھی بعض کتب کی طرف اس بارے میں اشارہ تھا۔ اور یہ کہا گیا تھا۔ کہ جماعت احمدیہ کے مصنفوں کے خلاف جنہوں نے گندے الفاظ استعمال کئے۔ کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ اس درخواست کے متعلق [illegible] 1927. [illegible] Page 594 میں دیکھا گیا تھا۔ کہ اگر گورنمنٹ نے ان تقریروں اور تحریروں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی تھی۔ تو وہ محض اس وجہ سے تھا۔ کہ گورنمنٹ کے نزدیک وہ قانون کی زد میں نہیں آتیں۔

ملزم مجرم ثابت ہو گیا

میں ملزم کو زیر دفعہ ۱۵۳ الف تعزیرات ہند حضور ملک معظم کی رعیت کے دو فرقوں یعنی احمدیوں اور دوسرے مسلمانوں کے درمیان فتنہ و فساد اور نفرت ڈلوانے کے الزام میں مجرم قرار دیتا ہوں۔

فیصلہ

فیصلہ کے متعلق اس بات کا پورا احساس رکھتے ہوئے کہ یہ تقریر ایک تبلیغی کانفرنس میں ہوئی تھی۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ چھ ماہ قید باشقت اس کے لئے کافی ہوگی۔ پس میں ملزم کو چھ ماہ قید باشقت کی سزا دیتا ہوں اس کے ساتھ B کلاس کے قیدی کا سا برتاؤ کیا جائے۔

سرکاری وکیل کی تعریف

اس جگہ میں مسٹر کرم چند سرکاری وکیل کی خدمات کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جس نے اس پیچیدہ عقدہ کو نہایت جانفشانی اور عمدگی سے حل کیا۔

(دستخط) سکھ آنند ۲۵ ۴/۳۵

تصحیح

مضمون زمیندار کے مدیر فکاہات کی دیانت و لیاقت مندرجہ الفضل ۳۰ اپریل ۱۹۳۵ء میں ناظرین کتابت کی غلطیوں کی تصحیح فرمالیں۔ یعنی صحیح یوں ہے ۔؎

ناتراشیدہ پرورش نادادہ
او سے دانی کہ چنگ و عود چہ تقریر مے کنند
پنہاں خورید بادہ کہ تعزیر مے کنند

لاہور میں جماعت احمدیہ کا تبلیغی جلسہ

مخالفین کی مذبوحی حرکات

لاہور ۳۰ اپریل۔ آج شام ۸½ بجے انجمن احمدیہ حلقہ نیلا گنبد کے زیر اہتمام ایک پر رونق تبلیغی جلسہ زیر صدارت شیخ بشیر احمد صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی ایڈووکیٹ منعقد ہوا۔ جس میں مولوی ظہور حسین صاحب نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مولوی جلال الدین صاحب شمس نے ختم نبوت پر تقریریں کیں۔ جلسے کا نمایاں پہلو یہ تھا۔ کہ غیر احمدی دوستوں نے ایک کثیر تعداد میں شامل ہو کر اپنے رنگ میں جلسے کی غرض و غایت کو پورا کرنے کی کوشش کی۔ موجودہ زمانہ کے مسلمانوں کے اخلاق علماء کی حالت زار۔ اور ضرورت مصلح پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی احادیث کے متعلق مقررین کے اقوال کی تصدیق ہمارے بعض غیر احمدی دوست ساتھ ساتھ اپنے افعال سے کرتے جاتے تھے۔ اور قرأت آیات دعوت الی الخیر اور مواعظ حسنہ کے مقابلے میں آوازے کستے۔ تمسخر اڑانے سیٹیاں بجانے سے منکرین سلف کے ساتھ اپنی پوری پوری مشابہت ثابت کر رہے تھے۔ بالآخر ان امور پر بھی اکتفا نہ کر کے ایک نقارہ لے آئے۔ اور جلسہ گاہ کے بالمقابل رکھ کر زور زور سے بجانے لگ گئے ان حرکات کا اثر سعید الفطرت اور سنجیدہ مزاج غیر احمدی شرکاء جلسہ پر خاطر خواہ ہوا۔ جنہوں نے مقررین کے دلائل کے مقابلہ میں ان لوگوں کی حرکات کو ان کے دلائل کی کمزوری اور ہٹ دھرمی پر محمول کیا۔

مولوی ظہور حسین صاحب نے موجودہ منکرین کی مماثلت پہلے انبیاء کے منکرین سے اور ہر زمانے کے نبی کی مخالفت میں علماء کے پیش پیش ہونے کی حقیقت کو احادیث رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم علمائے ربانی کے اقوال اور علمائے سلف کی تحریرات سے ثابت کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت ثابت کی۔ اور علمائے اہل السنت والجماعت کی تفاسیر کے حوالوں سے حضرت آدمؑ حضرت ابراہیمؑ، حضرت داؤدؑ اور سید الانبیاء حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق ان لوگوں کے شرمناک عقائد کو ام النشرح کیا۔ اور بتایا کہ یہ لوگ جو آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اس قسم کے الزامات لگانے میں سرگرم ہیں۔ شروع سے ہی ہر نبی پر اس قسم کے الزامات لگاتے بیباک چلے آئے ہیں۔

مولوی جلال الدین صاحب شمس نے اپنی تقریر میں خاتم النبیین کے لفظ کی تشریح میں احادیث۔ اقوال صحابہؓ۔ اور بزرگان سلف کی تحریرات پیش کر کے ثابت کیا۔ کہ خاتم النبیین کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جماعت احمدیہ کا عقیدہ ہی صحیح اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات کے مطابق ہے۔

جلسہ کی کارروائی میں بار بار مخل ہونے کے باوجود غیر احمدی دوستوں کو تقریروں کے اختتام پر سوالات کرنے کی دعوت دی گئی جنہوں نے سٹیج پر آ کر اپنے اعتراضات پیش کئے۔ مگر ان کے جوابات سننے کی تاب نہ لا کر غوغا آرائی شروع کر دی۔

صدر جلسہ شیخ بشیر احمد صاحب نے نہایت درد بھری اپیل کے ساتھ ان لوگوں کو خاموش کرنے کی سعی کی۔ اور اعلان کیا۔ کہ اگر کوئی ذمہ دار انجمن شرافت اور سنجیدگی کے ساتھ تبادلہ خیالات کرنا چاہے تو ہم تیار ہیں۔

مولانا جلال الدین صاحب کے جوابات کے بعد جلسہ ساڑھے گیارہ بجے ختم ہوا۔

نامہ نگار

سونگڑہ کے احمدیوں پر مظالم

احباب کو معلوم ہے کہ ملک اڑیسہ میں سونگڑہ وہ مقام ہے۔ جہاں چند سال قبل ایک احمدی عورت کی لاش کی بے حرمتی کی گئی تھی۔ لاش قبر سے نکال کر باہر پھینک دی گئی تھی۔ اور لاش کی حفاظت کرنے والے چند احمدیوں کو شدید ضربات پہنچائی گئی تھیں۔ اس جرم کی وجہ سے مفسدوں کو جیل کی ہوا کھانی پڑی تھی۔ اس کے بعد امن ہو گیا تھا۔ لیکن اب چند ماہ سے چند فتنہ پردازوں نے پھر سر اٹھایا ہے۔ اور احمدیوں کے لئے عرصہ حیات تنگ کر رکھا ہے۔ احمدیوں کو گندی سے گندی گالیاں دی جاتی ہیں ان کو بے وجہ اور بے سبب زدوکوب کیا جاتا ہے۔ ان کی فصلیں اور باغات کاٹ ڈالے جاتے ہیں۔ گھروں میں گھس کر دن دھاڑے مال لوٹ لیا جاتا ہے۔

ان مظالم کے انسداد اور روک تھام کے لئے مناسب سمجھا گیا۔ کہ مفسدوں پر مقدمہ چلایا جائے۔ چنانچہ اس وقت تین مقدمات چل رہے ہیں۔ ایک مقدمہ میں شریروں پر جرمانہ ہو گیا۔ لیکن ظلم و تعدی میں کسی قسم کی کمی واقع نہیں ہوئی۔ آخر کار ایک بستی کے احمدی اپنی جان اور عزت کی حفاظت کے لئے دوسری بستی کے احمدیوں کے گھروں میں چلے جانے پر مجبور ہو گئے۔ احمدی بزرگوں سے درخواست ہے۔ کہ سونگڑہ کے احمدیوں کے لئے دعائیں کریں۔

خاکسار عبد السلام بالیسر

پنجاب یونیورسٹی میں علوم مشرقیہ کے امتحان

لاہور ۳۰ اپریل پنجاب یونیورسٹی نے علوم مشرقیہ کے حسب ذیل امتحانات کے لئے مندرجہ ذیل تاریخیں مقرر کی ہیں۔

امتحانات

مولوی - مولوی عالم - مولوی فاضل - منشی - منشی عالم - منشی فاضل

پرچہ جات ۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶-۷ الف ب

۱۴ مئی ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۴

امتحانات علوم

پرافیشنسی ان اردو - ہائی پرافیشنسی ان اردو - آنرز ان اردو
" " پشتو " " " پشتو " " " پشتو
" " پنجابی " " " پنجابی " " " پنجابی و فارسی

پرچہ جات ۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶

۲۴ مئی ۲۵ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰

وقت صبح ۷ بجے سے ۱۰ بجے تک (نامہ نگار)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

روم ۳۰ اپریل۔ اٹلی کے ایک اخبار میں ایک آرٹیکل شائع ہوا ہے جسے بہت اہمیت دی جا رہی ہے۔ اور جس میں لکھا ہے کہ جرمن کا بحری پروگرام بابت ۱۹۳۵-۳۶ء گذشتہ سال سے سہ گنا ہے۔ جرمن کے جنگی جہازوں کا وزن ۰۰۰۰۰ ٹن ہوگی

سٹوکبلنڈ سے دائی) ۳۰ اپریل معلوم ہوا ہے۔ کہ ایک جرمن ہوائی جہاز کو جو اس قصبہ پر بار بار پرواز کر رہا تھا۔ چھ اطالوی جہازوں نے نیچے اترنے پر مجبور کر دیا ہوا باز سول لباس میں تھا۔ مگر دراصل جرمن افسر ہے۔ جس کے پاس دو کیمرے تھے

لنڈن ۲۹ اپریل۔ آج ہاؤس آف کامنز میں سر جان سائمن نے اعلان کیا۔ کہ حکومت جرمنی نے اطلاع دی ہے۔ کہ اس نے ۲۵۰ ٹن وزنی جہازوں کی تعمیر کا حکم دیا ہے۔ کیلے میں جہازوں کی تعمیر کا سکول کھولنے کے متعلق کوئی اطلاع نہیں دی گئی۔ ایک سوال کے جواب میں آپ نے کہا کہ برطانیہ اور جرمنی کے درمیان بحری معاملات کے متعلق گفت و شنید کو جاری رکھنے یا بند کر دینے نیز جرمنی کی طرف سے معاہدہ وارسیلز کی خلاف ورزی کے معاملہ کو لیگ آف نیشنز کے پیش کرنے کے مسئلے پر غور کیا جا رہا ہے۔

کلکتہ ۳۰ اپریل۔ کلکتہ کارپوریشن کے میئر مسٹر این۔ آر سرکار پر ایک پروفیسر کی طرف سے اس کی بیوی کے ساتھ زناکاری کا جو مقدمہ دائر کیا گیا تھا۔ اسے ناکافی شہادت کی وجہ سے خارج کرتے ہوئے مجسٹریٹ نے ملزم کو بری کر دیا۔ ملزم یعنی میئر مستغیث کی بیوی کے والد کا چچا زاد بھائی بھی ہے اس سلسلہ میں یہ خبر بھی قابل ذکر ہے۔ کہ مستغیث نے کل افیون کھا کر خودکشی کر لی تھی

کلکتہ ۳۰ اپریل۔ مسٹر اے۔ کے فضل الحق ایم۔ ایل۔ اے سابق وزیر بنگال گورنمنٹ آج کلکتہ کے میئر منتخب ہو گئے آپ پہلے مسلم میئر ہیں۔ یورپین ممبر چونکہ اس انتخاب کے خلاف تھے۔ اس لئے واک آؤٹ کر گئے۔

ملتان ۳۰ اپریل۔ اگرچہ فرقہ دارانہ جذبات میں کشیدگی بدستور ہے۔ تاہم لیڈروں کے کہنے سننے سے ہڑتال کھول دی گئی ہے معلوم ہوا ہے۔ کہ چار سالہ بچہ کا قاتل گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اور اس نے اقبال جرم بھی کر لیا ہے۔ حکام کی طرف سے منادی کرائی گئی ہے کہ حالات پر پوری طرح قابو پا لیا گیا ہے۔ ایک برہمن چھ یوم سے لاپتہ ہے۔ اور ابھی تک اس کا کوئی سراغ نہیں ملا۔

لکھنؤ ۳۰ اپریل۔ فرخ آباد کلب کے پاس زبردست دھماکے کے ساتھ بم پھٹ گیا۔ جس سے ایک شخص زخمی ہوا لیکن اس کے ساتھی اسے لے کر رفوچکر ہو گئے۔ پولیس خون کے نشانات کو دیکھتے ہوئے ایک مکان پر پہونچی۔ اور دونو کو معہ ایک کارآمد بم کے گرفتار کر لیا۔

لاہور ۳۰ اپریل۔ کنٹرولر امتحانات پنجاب یونیورسٹی نے اعلان کیا ہے کہ میٹریکولیشن کے امتحانات کا ایک گزٹ نکالنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ جو ۱۱ مئی کو فروخت ہوگا بیرونی مقامات پر بذریعہ رجسٹری ۱۰ مئی کو ارسال کر دیا جائے گا۔ جو لوگ منگوانا چاہیں وہ ۳ مئی تک درخواستیں ارسال کر دیں گزٹ کی قیمت کے علاوہ رجسٹری کے اخراجات بھی ادا کرنے ہونگے۔ اس میں امیدواروں کے رول نمبر۔ نام۔ تاریخ پیدائش۔ مذہب مضامین۔ جن میں پاس ہوا۔ کل نمبر اور ڈویژن وغیرہ تفاصیل درج ہوں گی۔

لاہور ۳۰ اپریل۔ حکومت افغانستان نے اپنی سکھ رعایا کو حکم دیا ہے۔ کہ مختلف مقامات پر اپنی جائدادیں اور گھر بار چھوڑ کر سب جلال آباد چلے جائیں۔ اس حکم کے خلاف گوردوارہ ڈیرہ صاحب میں سکھوں کا ایک عظیم الشان دیوان منعقد ہوا۔ جس میں حکومت ہند اور حکومت افغانستان پر زور دیا گیا ہے۔ کہ سکھوں کے ساتھ اس ناانصافی کو روکا جائے۔

لاہور ۳۰ اپریل۔ سلور جوبلی فنڈ کے سلسلہ میں ۲۷ اپریل کو جو جلوس نکالا گیا۔ وہ جب انارکلی بازار میں سے گذر رہا تھا۔ تو جلوس میں شامل ہونے والے طلباء میں انقلابی اشتہارات تقسیم کئے گئے پولیس نے تمام پوسٹروں پر قبضہ کر لیا۔ اور سرگرم تفتیش ہے۔

امرتسر ۳۰ اپریل۔ خان بہادر خواجہ غلام صادق ایگزیکٹو آفیسر کی میعاد تقرری ختم ہونے پر میونسپلٹی کے خاص اجلاس میں ان کے دوبارہ تقرر کی تجویز اتفاق آراء سے پاس ہو گئی۔ اور ان کی تنخواہ بھی ایک سو روپیہ ماہوار سے گیارہ سو کر دی گئی۔

بہاولپور ۳۰ اپریل۔ خیرپور اور لیجن آباد کے ہندوؤں کے ایک ڈیپوٹیشن نے نواب صاحب کے ساتھ ملاقات کی۔ نواب صاحب نے انہیں یقین دلایا کہ ان کے ساتھ پورا پورا انصاف کیا جائے گا اور نصیحت کی۔ کہ ہندو ہڑتال کھول دیں نواب صاحب کی طرف سے ہندوؤں کے مذہبی حقوق کی حفاظت کے وعدہ کا اعلان کیا جانے والا ہے۔ ہندوؤں نے ہڑتال ختم کر کے باقاعدہ کاروبار شروع کر دیا ہے

امرتسر ۳۰ اپریل۔ پرتاپ یکم مئی کے نامہ نگار کو وثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت پنجاب سوشلسٹ پارٹی کے کارکنوں اور ان کی سرگرمیوں کو تشویش کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ اور گمان غالب ہے کہ اسے نیز کسانوں اور مزدوروں کی دیگر انجمنوں کو خلاف قانون قرار دیدیا جائیگا۔

امرتسر ۲۹ اپریل۔ سکھ لیڈر ماسٹر تارا سنگھ صاحب نے اعلان کیا ہے کہ سکھوں کی دونو پارٹیوں میں جو سمجھوتہ ہوا تھا اسے سنٹرل اکالی دل نے رد کر دیا ہے۔ اس استرداد سے ایک اور نقصان یہ ہوا ہے کہ اب کسی قسم کے معاہدہ کا امکان نہیں رہا

کوئٹہ ۲۹ اپریل۔ ایک ڈاک کی لاری لورالائی اور فورٹ سنڈیمن کے مابین غیر علاقہ کے ایک مشہور باغی نے اپنے ساتھیوں سمیت حملہ کر کے اسے لوٹ لیا۔ اس حملہ میں چار اشخاص ہلاک اور متعدد مجروح ہوئے۔

نیویارک (بذریعہ ڈاک) پوسٹ اینڈ ٹیلی گراف آفس نے اندازہ کیا ہے کہ ۳۰ جون ۱۹۳۴ء تک دنیا میں ۳ کروڑ ۲ لاکھ ۸ ہزار ٹیلیفون موجود تھے۔ جن میں سے کل ایشیاء میں تیرہ لاکھ ۵۰ ہزار تھے۔

ایجنٹوں کو ضروری اطلاع

اس پرچہ میں چونکہ سید عطاء اللہ صاحب بخاری کے مقدمہ کا مفصل فیصلہ درج کیا جا رہا ہے۔ جو اس وقت تک کسی اخبار میں شائع نہیں ہوا۔ اس لئے انہیں ان کی مطلوبہ تعداد سے چند پرچے زیادہ بھیجے جا رہے ہیں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ کوشش کر کے فروخت کریں۔ پبلک کو آگاہ کرنے کے لئے پوسٹر بھی ارسال کئے جا رہے ہیں۔ انہیں موزون مقامات پر چسپاں کر دیا جائے۔ (مینیجر)

پیرس ۳۰ اپریل۔ فرانس اور روس کے وزرائے خارجہ کے مابین معاہدہ کا مضمون طے ہو گیا ہے۔ اب فرانسیسی پارلیمنٹ میں پیش کئے جانے کے بعد اس پر دستخط ہو جائیں گے۔

لنڈن ۲۹ اپریل۔ امریکہ کے ایک سابق وزیر جنگ نے امریکن سوسائٹی آف انٹرنیشنل لاء میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ جنگ مختلف اقوام کے بے غرضانہ تعاون سے ہی روکی جا سکتی ہے۔ اگر امریکہ نے اس بارہ میں مخلصانہ سعی نہ کی۔ تو ہماری تہذیب و تمدن آئندہ جنگ کے رحم پر ہے

پشاور ۳۰ اپریل۔ زنگی خاں کو جو قبائلی سیاسیات میں خاص اہمیت رکھتے تھے ان کے بھتیجے نے توچی ایجنسی میں رائفل کے ساتھ قتل کر دیا۔ ان کے دو دوسرے لڑکے بھی قتل کر دئے گئے ہیں۔

لاہور ۲۹ اپریل۔ ایم۔ بی۔ بی۔ ایس کلاس کے نتائج شائع ہو چکے ہیں۔ ایک صاحب

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی